دیوان ریختی

عرف

نیکی بیگم

مصنفہ بابو محمد محسن خان صاحب بریلوی

بصرف ذاتی

سفوت مراد پریس راجہ بازار لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا

سنہ ۱۹۲۳ء

قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک وغیرہ ۸ عمر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

انٹروڈکشن از مصنف

وجہ تصنیف

خاکسار محسن خانپوری - ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر شائقین فن و قدردانان سخن کی خدمت مین عرض پرداز ہے کہ موجودہ مذاق شاعرانہ کے کہنہ ہو جانے کے باعث اکثر احباب اس سے سیر ہو کر ریختی کا اشتیاق ظاہر فرماتے تھے - دیوان جانصاحب کی تلاش مین حیران و سرگردان نظر آتے تھے - معمولی کلام کے تو ہزارہا دیوان ہر کہین موجود ہین - مگر آج تمام ہندوستان کے کتب خانون اور کتب فروشون کی دُکان پر ایک بھی ایسی کتاب نظر نہین آئی - جس کا نام دیوان ریختی ہو - جسکی دید سے حسینان دہلی اور لکھنؤ کی پیاری پیاری لبھانے والی بول چال شوخی - مذاق - رمز - کنایہ - اور شرارت بھری چتون کی ہو بہو تصویر ہماری آنکھون کے سامنے کھنچ جائے - اُنکے رنج اور خوشی ظاہر کرنے والے خیالات کی انوکھی اور بانکی ادا اُن کا جلوہ نظر آئے - جس مین شوخی اور دلربائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے - مشکل یہ ہے کہ ان پری پیکرون کے جلسون کی تصویر صرف وہی خوش نصیب اُتار سکتا ہے جو شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہونیکے

علاوہ لطف صحبت کے بھی باریاب ہونے کا خاص تجربہ رکھتا ہو۔ جان صاحب مرحوم
اس کام کے لیے نہایت موزون واقع ہوے تھے۔ اُنکا دیوان ہمارے شوق کی اُمنگون
کو ضرور پورا کر دیتا۔ اگر بدنصیبی سے اُسمین فحش اور بدتہذیبی کی بھرمار نہ ہوتی۔ اور اس
عیب شدید کے باعث وہ حاکم وقت کی نظرون سے نہ گر جاتا۔ جان صاحب نے
ایسا اچھا زمانہ پایا تھا کہ جب فحش گالیونکی بوچھار ہی ترقی تنخواہ کا موجب سمجھی جاتی تھی
یا بداخلاقی۔ اور بدتہذیبی ہی کلام کے مقبول عام ہونے کا باعث سمجھی جاتی تھی
زمانہ کی رفتار اور روساے وقت کے مذاق سے مجبور ہو کر وہ بھی اس گناہ عظیم کی
طرف جھک پڑے اور ایسا نباہا کہ ہر طرف واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائین گونجنے
لگین اور تعریفون کے ڈنکے بج گئے ؎

تھے وہ آزاد محلاّت مین جانے کے لیے
بیٹھکر ڈولی مین جاتے تھے سُنانیکے لیے

اودھر جب تہذیب اور شائستگی کے جدید دور نے فحش اور ننگی باتون کو حرف غلط کی
طرح مٹا دیا تو شاگردان جان صاحب بہت گھبرائے۔ وہ ان شدید پابندیون کی
مطلق عادی نہ تھے۔ اس انقلاب اور بے قدری کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی نازنین یا چنچل[1] کی
ہمت نہ پڑی کہ وہ اس ہر دلعزیز اور بہت خیر مضمونکو کسی جدید پیرایہ مین ادا کر کے
اُستاد کے نام کو روشن کرتا۔ جان صاحب کے مطبوعہ دیوان کے تباہ ہو جانے
کے بعد ایک بھی ایسا دیوان شائع نہ ہو سکا۔ جسکا نام دیوان ریختی ہو۔ افسوس
صد افسوس ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔ مجھے یہ بار گران احباب کی

[1] نازنین اور چنچل جان صاحب کے شاگردون کے نام ہین ۱۲

بزم سخن کو گرمانے یا اُنکے ہنسنے ہنسانے کے لیے اپنی دوش پر نہین لیا بلکہ صرف
اس غرض سے کہ جانصاحب کے غیر مہذب کلام کے زہریلے اثر کو اُنکے دلون سے
دھو ڈالین جو در حقیقت ناپاک عادتین پیدا کرنے والا۔ اخلاق اور تہذیب سے
کوسون دور ہے۔ اور ایک ایسی جدید طرز کی طرف توجہ دلائین۔ جو حرف گیری سے
بالاتر اور حقیقی واقعات کا اصلی منظر ہو۔ اور جس سے ہم خرما و ہم ثواب دونون باتین
حاصل ہون ؎

نہین یہ رمز جور کی باتین
غور سمجھے ہین دور کی باتین

خدا کا شکر ہے کہ جس نیک پالیسی اور سچی خواہش سے ہمنے اپنا کلام یا کام شروع
کیا تھا اُسکو اخیر تک اسی صورت مین نباہ بھی دیا جسکا انصاف اہل بصیرت
کی کامل توجہ پر منحصر ہے۔ یون سمجھنے کو کوئی کچھ سمجھا کرے مگر ہمارا مطلب اس
تصنیف سے اپنے نیک اور سچے ارادون کے ساتھ انصاف اور اخلاق کی عادت
پیدا کرنا ہے جس سے آجکل کے نوجوان اکثر محروم ہین۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حسین
اور مہ جبین بیویون کے مقابلہ مین طوائفون کو ترجیح دے بیٹھتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ تھوڑے ہی عرصے مین خاندانی شرافت اور نجابت کے معدوم ہو جانے کے علاوہ
لاکھون کی جائداد پر پانی پھر جاتا ہے۔ ادھر ان نیک بیویون کے دلون مین جو ان
ناشایستہ حرکات سے رنج اور صدمات پیدا ہوتے ہین انکی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ انگریزی
مستورات کی طرح اُنمین اسقدر بیہودہ دلیلی اور دلیری کہان کہ میان جی کو عدالت کے
کمرونکی ٹھنڈی ہوا کھلا کر مشتہر آفاق بنائین۔ دل ہی دل مین پیچ و تاب کھا کر

رہ جاتی ہین شب بیداری - گریہ وزاری و اختر شماری سے دل بہلاتی ہین دیکھتے دیکھتے کلیجہ پک جاتا ہے - دل مین زخم کاری اور طبع آری ہو جاتی ہے - کرین تو کیا جائین تو کہان - کہین تو کس سے - بحالت مجبوری ہمجولیون - ماماؤن - مغلانیون اور لونڈیون کے ساتھ جن تک اُنکی رسائی محدود ہوتی ہے ان تذکرون کی کھچڑیان پکنے لگتی ہین - چہل - مذاق - ل لگی - حسرت - ارمان - مصیبت سب کی اپنے اپنے موقعہ پر نغمہ سرائی ہوتی ہے - ان دلسوز و عبرت آموز کیفیتونکا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کسی ترکیب سے دولہ میان کو ان امور ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوشش کیجائے جو پاکباز دلہنونکی رنج اور مصیبت کا باعث ہوتے ہین - انھین اشتعالی حالتون مین جو کچھ سخت و سست - اچھا یا بُرا ان حسینونکی زبان سے نکلتا ہے وہی ہماری ریختیون کا مضمون ہے خواہ انکو کسی رنگ اور کسی پیرائے مین ادا کیا جاوے -

بی عنقا بیگم[۱] بآئین شائستہ ان بلبلان چمن حسن کے نوحونکی تصویر آپکے سامنے اس لیے پیش کرتی ہے کہ آپ اُنکے اخلاقی نتائج پر غور فرما کر انصاف اور نیکی کی خریدار کرین - اور اُن امور ناشائستہ سے باز آئین جو خانہ بربادی کا باعث ہوتے ہین - کوئی چمن کانٹون سے خالی نہین ہوتا - لہذا آپ اس گلستان راحت و چمنستان بہجت کے تر و تازہ پھول چُن چُن کر کام مین لاوین اور کانٹون سے پرہیز کرین جو آبلہ پائی کا باعث ہوتے ہین ؎

---

[۱] عنقا بیگم ایک لکھنؤ کی رئیسہ کا نام بھی ہے جن سے مصنف کو کسی زمانے مین فخر تلمذ حاصل تھا اور یہی مصنف کا دوسرا تخلص بھی ہے جو اکثر ریختیون مین استعمال کیا گیا ہے -
بیگم صاحبہ کے مزید دلچسپ حالات اور اُنکے مشاعرہ ہاے ریختی کی کیفیت ہم ایک علٰحدہ کتاب مین پیش کرین گے - ۱۲ محسن

مانو نہ مانو اسکا تمھین اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہین

دیوان جانصاحب سے مقابلہ

جو کچھ ہم پیش کرتے ہین وہ ایسی معمولی اور سیدھی سادی باتین ہین جو قریباً ہر روز اور ہر کہین ہمارے سامنے واقع ہوتی رہتی ہین اور ہمارے کان انکی کیفیتون سے بخوبی آشنا ہین یہی دیوان ہذا کی اصلی پالیسی ہے جسکا ثبوت کلام خود پیش کر رہا ہے۔ چونکہ ہمنے اپنے دیوان مین نوایجاد پھول پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے جو موجودہ زمانہ کی ترقی نے شاید ہماری ہی قسمت مین لکھ رکھے تھے لہذا ہمارے اور جانصاحب کے کلام مین اسقدر اختلاف ہے جو ہوا اور پانی۔ خاک اور آتش یا دن اور رات مین۔ جو بات اسمین ہے اُسمین کوسون پتہ نہین۔ اور جو اُسمین ہے اسمین مطلق ندارد۔ مثال کے طور پر ہم دو باتین پیش کرتے ہین جو جزو اعظم ہین۔ جن صاحبان نے دیوان جانصاحب یا اُسکی ایک آدھ غزل بھی دیکھی یا سُنی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی تائید کرینگے کہ اُنکے کلام مین فحش یا ننگی گالیان لبالب بھری ہین۔ اس کے برعکس ہمارے کلام کا چمن ان کانٹون سے بالکل پاک ہے اور کا ملان فن بھی تسلیم کر چکے ہین کہ یہ محض بہو بیٹیون یا طوائفون کی معمولی باتین ہین جو روزمرہ اُنکی زبان پر واقع ہوتی رہتی ہین۔ ہمارے کہنے کی کوئی سند نہین کلام اور انصاف وتو آپکے سامنے موجود ہین۔

دوسری بات جو بالکل برعکس پیچیدہ اور چونکا دینے والی ہے یہ ہے کہ جانصاحب کے دیوان مین اضافت کا نام نہین۔ اسکے برخلاف ہمارے دیوان مین اسکی وہ بھرمار ہے

کہ جسکا شمار نہین تو وجہ کیا ہے سنیئے۔ آجکل کی ترقی تعلیم اور شائستگی نے مستورات کی
زبان کو ایسا شگفتہ اور آراستہ بنا دیا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اضافتین استعمال کرنے
لگی ہین۔ آخر صحبت کسکی ہے ہماری آپکی نہ تو پھر جب ہم اور آپ اضافتین استعمال کرتے
ہین تو پھر ہماری مستورات بھی اگر اس طور تقریر سے اپنی زبان کو آراستہ کرنے کی کوشش
کرین تو کیا عجیب کی بات ہے۔ مصنف کا فرض ہے کہ وہ اپنے ناظرین کے سامنے اپنے
پارٹ کا اصلی فوٹو اُتار کر پیش کرے کسی قسم کی فروگذاشت صرف عیب ہی نہین
بلکہ زمانے کے حسن رفتار کے ساتھ سخت بے انصافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے بھی اپنے
چمن دیوان کو گلہائے بہار اضافت سے آزادانہ آراستہ کیا ہے جن پر اس باغ کی
بلبلین شیدا نظر آتی ہین۔ یہ پھول اپنے اپنے موقعہ پر ایسی بہار جانفزا دکھا رہے ہین
کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ لطف یہ کہ جانصاحب کے کلام کی کھلی
ہوئی تردید بھی ہے۔ ایک اور فرق دیوان جانصاحب اور موجودہ دیوان مین یہ بھی ہے
کہ جانصاحب مرحوم اپنے سامعین کو خوش کرنے کے لیے ایک من گھڑت فحش مضمون
دل سے ایجاد کرلیا کرتے تھے جسکو واقعات سے کچھ سروکار نہوتا تھا۔ اور مطلب صرف یہ ہوتا
تھا کہ ناظرین پڑھکر خوب ہنسین۔ اسکے برخلاف راقم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب واقعات
کی تصویر اور مشاہدات ذاتی کا فوٹو ہے یا لکھنؤ کے اُن رنگین جلسون کی کیفیت ہے جنمین
سالہا سال تک متواتر مصنف کو شامل ہونے کا اتفاق ہوتا رہا ع

آنچہ تقدیر ازل گفت ہمان میگویم تو

نتیجہ تقریر بالا

اس طول طویل بحث سے ہرگز مقصود نہین کہ ہمارا کلام نقص سے پاک ہے ایسا کہنے سے

کفر عائد ہوتا ہے۔ کوئی فرد بشر دنیا میں عیب سے خالی نہیں ہے بے عیب تو صرف ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور بس۔ ہاں اسقدر ضرور گذارش کرینگے کہ ہمنے اس دلفریب کلام کی شاخ میں ایک ایسا جدید۔ سہل اور صاف راستہ کہول دیا ہے جو دل کشا خوش نما ہر دل عزیز اور مرغوب عام ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہ اور زیادہ دلکش اور دلفریب ہو جائے۔ یہ اسپر چلنے والونکے اختیار میں ہے۔ وہ جسقدر چاہیں اُسے غیرت بہار گلزار و رشک لالہ زار بنا سکتے ہیں۔ یہ بات اطمینان سے سُنی جائے گی کہ ہمارے کلام کی تاثیر اور اشتیاق سے لکھنؤ دہلی بریلی۔ علیگڈھ۔ رامپور اور گوالیار میں کئی ایک جدید ریختی گو پیدا ہو گئے ہیں اگر اُنھون نے واقعی کوشش اور توجہ سے کام لیا تو کچھ تعجب نہیں کہ وہ اس ادہورے کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچادیں ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ اگر اصحاب باریک بین بغرض اصلاح یا ترمیم کچھ لکھنا چاہیں تو وہ شوق سے خامہ فرسائی فرما سکتے ہیں مصنف شکریہ کے ساتھ انکی اصلاح یا ترمیم کو بشرطیکہ وہ باوقعت ہو دوسرے ایڈیشن میں درج کر دیگا۔ ع کہیے سب کچھ مگر ادب کے ساتھ ٭

ناشائستہ الفاظ

نکھسی۔ رنڈی چھنال۔ مالزادی۔ بھڑوا۔ دھگڑا۔ ننگا۔ اُٹھائی گیرا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ناشائستہ الفاظ ہیں مگر اشتعال طبع کیوقت بڑی سے بڑی مہذب اور شائستہ بیگمات اور شہزادیونکی زبان سے بھی نکل جاتے ہیں جنسے اصحاب سخن سنج اور حضرات معاملہ فہم بخوبی آشنا ہیں۔ ہم اُنکے نقل کرنے سے اسقدر خطاوار نہیں ٹھہر سکتے جسقدر اُنکے بولنے والے گنہگار ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ صرف اپنے پارٹ کی تکمیل کے لحاظ سے ہمین کہیں کہیں انھیں استعمال کرنا پڑا ہے۔ جسکا باعث محض نقل روایت ہے۔ ہم اُن بزرگوں سے معافی

مانگتے ہین جو اُنکے مخالف ہون۔ اور جنھین ایسے الفاظ سُننے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو۔ اکثر موقعہ پر ارباب نشاط کی زبان بھی درج کی گئی ہی۔ جسکو ناظرین سخن شناس اُنکے الفاظ سے خود معلوم کر لین گے۔ اور جنکے مضامین کا جوبن خود بخود اُنکے حسن کلام کی بہار یا بجاے خود اُن حسینان سراپا ناز کا ایک زندہ فوٹو ہے۔

حاشیہ اور نوٹ

چونکہ اس دیوان مین طرحی ریختیان زیادہ تر ہین جنکو لکھنؤ۔ بریلی۔ گوالیار اور علیگڈھ کے مشاعرون مین کہنے کا اتفاق ہوا لہذا ایسی غزلین مع نوٹ اور حاشیہ درج کی گئی ہین جنسے اُنکی تصنیف کی کیفیت اور چند دیگر مفید مطلب باتین بھی معلوم ہو سکتی ہین۔ حاصل کلام یہ کہ حاشیہ جو ایزاد کیا گیا ہی وہ خالی از لطف نہین بلکہ انشاء اللہ تعالی نہایت پر لطف ثابت ہوگا

ریختیون کی تقسیم

ہمارے دیوان مین مختلف اقسام کی ریختیان ہین جن کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

(۱) اخبارون کی طرح پر ریختیان۔
(۲) مشاعرون کی طرح پر ریختیان۔
(۳) ریختیان برطرح شعراے قدیم۔
(۴) احباب کی فرمائشی ریختیان۔
(۵) ریختی قصائد اردو۔
(۶) ایضاً انگریزی اردو۔

(۷) پولیٹکل کلام انگریزی۔ اردو جنمین قصائد لارڈ کچنر مرحوم و شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم بھی شامل ہین
(۸) ریختی کافیان۔ زبان لکھنؤ۔ دھن پنجابی۔ یہ خالص مصنف کی ایجاد ہین اگر اصحاب تاریخ دان پتہ لگا دین کہ اس سے قبل بھی کہین ایسی تصنیف ہو چکی ہی تو مصنف اُنکا کمال مشکور رہیگا۔ جس غزل پر نوٹ یا حاشیہ نہو وہ مصنف کی طبعزاد سمجھنا چاہیے۔ خاکسار محسن خانپوری

نوٹ نمبر ۵۔ اسلیے درج نہین کیے گئے کہ دیوان ہذا سے اُنکا کچھ تعلق نہین۔ ۱۲ محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ہوتا[1] بسم اللہ سے آغاز ہے دیوان کا
راز سربستہ ہے وہ باجی در قرآن کا

ابن مریمؑ تھا ثنا خوان باعث قرآن کا
کیون نہو قرآن پر قربان دل انسان کا

پہلے نفرت تھی ہوا پھر اس سے الفت ہو گئی
ہو گیا یوسف بھی شیدائی زلیخا جان کا

رہنما ئے راہ حق گویان فقط قرآن ہے
ہادی کامل ہے وہ اسلام کے ایمان کا

اسلیے عیسائی و موسائی ہین شیدا ئے حسن
ذکر ہے انجیل مین توریت مین قرآن کا

نظر یکتائی سے دیکھو تم اگر کبھی اُسے
خالق اکبر ہے مطلب رام اور بھگوان کا

بار عصیان جمع ہین فرض شفاعت کیلیے
ڈر نہین بندی کو مطلق حشر کے میدان کا

دل مین پیدا کر کے اُلفت کیا نہین کرنا ہوا
دشمن ہستی ہے ظالم ہو برا شیطان کا

کرنا ہو جو کچھ کہ گویان کر لو پھر لو آج تم
کل نہ آ جائے فرشتہ موت کے چالان کا

باعث عزت ہوا اپنے فقط اعمال ہین
ایک سا در جہ ہو وان شیخ و مغل پٹھان کا

دم عدم کا بھرتی ہین سانسین نگو رُنجی ہم بدم
کیا بھروسا ہے ہوا دم مین دم انسان کا

جانتے طاعون ملعون کو وہ ہین قہر خدا
حادثہ ہے یاد جنکو نوحؑ کے طوفان کا

چھوڑ دے تن کا قفس جب طائر روح حقیر
تو ہی پھر حافظ ہے یارب اِس تن بیجان کا

صدقہ اُس شیر خدا کا جو کہ ہے مشکل کشا
کیجیے عقدہ کشائی وقت ہے احسان کا

[1] حافظ صاحب کی طرح پر لکھی گئی تھی ع جیسے بسم اللہ ہو بسم اللہ بھاتا نک بولا قرآن کا۔ ۱۲

گلشن نعت نبی مین بلبل دیوانہ وار

ہے ترانہ سنج محسن آسمان گل یزدان کا

برطرح[1] وہ بھڑوا ننگا ہے مسخرا ہے بنائین ہم نوج یار اپنا

سراپا عصمت ہین اور حیا ہین ہے شرم باجی شعار اپنا

وہ بھڑوا ننگا ہے مسخرا ہے بنائین ہم نوج یار اپنا

وہ بیخودی ہے کسی کی دُھن مین کہ مست رہتی ہون بے پیے مین

نہ دل ہے جو یاسے بزم ساقی نہ مے کا طالب خمار اپنا

وہ مست متوالی بھولی صورت - وہ شوخی اور بانکپن کی عادت

ہر رشک باجی درحقیقت - ہے ایک لاکھون مین یار اپنا

ہے پابندی کو بھی وہ لٹکا - کپڑے گا بھڑوا وہ بھڑکا بھٹکا

نہین نگوڑے کا کچھ بھی کھٹکا - ہو کوئی دشمن ہزار اپنا

لگے گا کب پھر یہ وار گوئیان - وہ تیغ ابرو کی مار گوئیان

گرے نگوڑا سوار گوئیان - نہ چھوڑ دوا ری شکار اپنا

صراحی مے کو توڑتی ہون - سر انکا ساغر سے پھوڑتی ہولت

رُلا - رُلا کر مین چھوڑتی ہون - بڑھا بڑھا کر کے ہار اپنا

بگاڑونگی مین بھی حال گھر کا - وہ ڈالین چھپر وبال گھر کا

کھلاکے رنڈی کو مال گھر کا - نکالین مجھپر بخار اپنا

[1] ایک بیگم صاحبہ نے یہ مصرع تصنیف فرمایا تھا - وہ بھڑوا ننگا ہے مسخرا ہے بنائین ہم نوج یار اپنا ۔ ۱۲

اسپر مین ریختی لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی جو پوری کر دی گئی - ۱۲ محسن

پھٹی رضائی جلا دوشالہ۔ رہی نہ چپنے کو ایک مالا
مزا وہ غم مین ملا ہے خالہ۔ ہے بیقراری قرار اپنا

کہین کسی کو بلا رہے ہین۔ کہین کسی کو پکار رہے ہین
ادھر وہ سینے لتاڑ رہے ہین ادھر ہے سینہ فگار اپنا

ہے ساس کا ہمکو سوت ہے وہ۔ ہماری ہر طرح سوت ہے وہ
نہین موئی ہوتی فوت ہے وہ۔ بگاڑا دشمن نے یار اپنا

ہے آنے ڈولی کھلا ہوا بی۔ امام باڑہ بھی کربلا بھی
نگوڑے لڑتے ہین کیون بوا جی۔ حساب کر لین کہار اپنا

یقین کیا ہو قسم یہ باجی۔ ملین جو غم ہمکو غم یہ باجی
نکالین کھل کھل کے ہم یہ باجی۔ کدورت اپنی غبار اپنا

نہ جاؤ کسی کے در پہ محسن۔ بلا ورنڈی کو گھر پہ محسن
دھرو یہ اوروں کے سر پہ محسن۔ اتار دو سر سے بار اپنا

طرح۔ بزم مین آیا قدم جس دم ستم ایجاد کا

کھیل سمجھا ہے سفر بھڑوا عدم آباد کا[۱] — حوصلہ دیکھو تو گویان اس دل ناشاد کا
کسی کے گھر سے لگا کر بھیجتے ہو یان تم — واہ کیا کہنا ہے مرزا۔ آپکی اس یاد کا
آکے وہ تیر نظر کی زد مین بچ جائے موا — منھ تو دھولے حوصلہ انکے دل جلاد کا
رنڈی کی چالون پہ چلکر اگئی ہین چال مین — تھا سبب بیگم بوا یہ رنج کی بنیاد کا

[۱] لشکر گوالیار کے مشاعرہ کی یادگار ہے جو میان حیرت صاحب کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ حاضرین مشاعرہ نے ہر ایک شعر مکرر سہ کرر پڑھنے کی فرمائش کی۔ اور خوب داد دی ۱۲ محسن

چاندنی شب مین لبِ جو دولہ کی مئے نوشیان — رشک ہین شیراز کے تالاب رکنا باد کا

بات تو شیرین کی رکھ لی تھی ہزار دکھن ہوا — گو بلا سے پھٹ گیا سر بھی میان فرہاد کا

بیٹھنے پائے نہ تھے جو ٹر اٹھائے چلدیے — خاک نکلے حوصلہ۔ شوق دل ناشاد کا

یار ریختی کے ہین یہ کانٹے ہوا ہوئے ہوے — خط نہین آتا نگوڑے کا ستا پرشاد کا

ریختی گوئی مین جو محسن نگوڑا فرد ہے
سچ ہے یہ جوبن عنقا بیگم سی ہوا استاد کا

بر طرح مشاعرہ بریلی ع کاش ہو جائے گذر بر سر مدفن انکا

بیٹھنا تھا کہ ہوا ہو گیا توسن[2] انکا — بھولنے کی نہین بندی کبھی آسن انکا

جوئے کی لت بھی لگا دی میرے نواب کو نئی — زندہ در گور ہو۔ باجی۔ موا دشمن انکا

ہین یہ بچھڑی ہوئی کلیانی کی خاطر نالے — صاف بتلاتا ہے مجکو یہ اشیون انکا

وہ برستے ہوے پانی مین مغل جان کے ساتھ — کھیلنا باغ مین جا جا ہوا ساون انکا

پچھلے ساون مین تھے سوت کی گھر مین دولہ — دیکھیے ابکی کہان ہو ہوا ساون انکا

حشر مین پیش خدا تینونکی ہوگی پیشی — مین بھی نواب بھی اور تیسرا دامن انکا

پانچ انعام کے ماما ابھی گھن سے گن لے — آج کروا دو کسی ڈھب سے جو درشن انکا

چھوٹتا یون ہی رہے گا موا اچھے آپا — موری سی میری آواز سے ارگن انکا

دولہ بھائی یہ موئی ہو گئی ہو عاشق — گوندنتی نام ہے کیون بار مین مالن انکا

[1] یہ شعر میان حیرت صاحب نے بالخصوص کئی بار پڑھوایا اور خوب ہی ہنسے مجلس مشاعرہ دیوار قہقہہ نظر آتی تھی۔ ۱۲ محسن

[2] گھوڑے پر آسن جماکر بیٹھنا حد درجہ کی شہسواری مین داخل ہے۔ لہذا توسن کے ہوتے ہوے آسن کو فحش معنون مین لینا سخت غلطی ہوگی۔ ۱۲ محسن

ہند مین تیرے پہونچین میرے وولہ یارب
ہو چکے خیر سے جب جلسۂ لندن اُنکا

رشکِ آئینہ ہے بیگم ہوا گدرایا ہوا
فتنہ انگیز بلا خیز ہے جوبن اُنکا

آلِ احمد کے ثنا خوان ہین محسن یا جی
کیون پسِ مرگ معطر نہ ہو مدفن اُنکا

طرح - خط نہین لاہور سے آیا الٰہی جان کا

پھر گیا طبلہ بجا سے[1] آج گوہر جان کا
کیسا ننگا ہے نگوڑا - باپ چندہ بھان[2] کا

خاک گائیگا نگوڑا شیخ اپنی بزم مین
جانتا سُر ہی نہین بھڑوا جو اپنی تان کا

چھاپتے ہین رات بھر وولہ میان جنگلے کی خاک
خاک نکلے حوصلہ پھر حسرت و ارمان کا

کیون کڑی سنتے کسی کی دل نہ آجاتا اگر
کیا کرون شکوہ ہوا - اپنے دلِ نادان کا

دست بستہ معذرت پر بھی نہ بولین اب بھر
ہے شکر یہ ہم پہ واجب سوت کے احسان کا

پاندان بھڑوے کے سر پر مار دونگی آج مین
سوت کا بھیجا ہوا کھا یا جو بیڑا پان کا

کیون نہ رنجیدہ ہو محسن دو مہینے سے ہوا
خط نہین لاہور سے آیا الٰہی جان کا

طرح - چشمِ آفت بپا نے کیا دیکھا

مٹنے[3] کیا کیا نہین ہوا دیکھا
پارسا کوئی چلبلا دیکھا

---

[1] والدہ چندر بھان کی خاطر سے لکھی گئی تھی جو بی الٰہی جان کی خاص گوئیان اور علیگڈھ کی رہنے والی ہین جنکل کوئی ایسا شہر نہین جہان دو تین گوہر جان نہون لہذا ہمارے مطلع کی گوہر جان کلکتہ والی گوہر جان نہین بلکہ ایک اور حسینہ ہین - ۱۲ محسن - [3] ایک شوخ چنچل - چلبلی - اور چلتی ہوئی معشوقہ بازاری یا بھٹیاری کی خاطر لکھی گئی تھی جو سرائے آغا میر لکھنؤ مین مقیم تھی - لکھنؤ کے رئیس زادے اسکی ایک ایک ادا پر سیکڑون خرچ کر ڈالتے تھے - ۱۲ محسن

پھانس لیتا ہے باتوں باتوں میں
نہیں اس گت کا مرد وا دیکھا

چشم پرنم کو بستر غم پر
شب فرقت میں آشنا دیکھا

دولہ بھائی کے حسن کو واللہ
آفت جان فتنہ زا دیکھا

دل سے اترے ہو اتو جب جانوں
آنکھیں نظروں سے تو گرا دیکھا

دل میں کر کر کے گھر مجھے مارا
پیارا ان کا بڑا بلا دیکھا

آج بدلے ہوئے ہیں تیور کیوں
چشم آفت بلا نے کیا دیکھا

کھلے جوہر تماش بینی کے
شب تماشا جو آپ کا دیکھا

ہو نرے خالی ڈھول شیخ جی تم
خوب ہم نے بجا بجا دیکھا

دیکھا کسی موئی کو ہنس ہنس کر
بھکو تیوری چڑھا چڑھا دیکھا

کہو گوئیاں تمہیں خدا کی قسم
کوئی محسن سا آشنا دیکھا

برطرح مومن خانصاحب مرحوم ع میرا بھی حال ہوا ہے تری کمر کا سا

خلاف[1] کہتی ہیں حوریں کہ ہے قمر کا سا
ہمیں نظر نہیں آتا ہے اس بشر کا سا

نظر تو آتا ہے مٹتا وہ نقشہ شر کا سا
دعا میں دیتا ہے معلوم کچھ اثر کا سا

گھروندے یوں تو بہت دیکھے ڈالے بیگم نے
مزا ملا نہ مگر شیخ جی کے گھر کا سا

ہوئے نہ کسی کو دل دیکے آخرش حیران
میں پہلے سمجھی تھی سودا ہے یہ ضرر کا سا

[1] عنقا بیگم متخلص عنقا کے مکان پر ایک بیگماتی مشاعرہ ہوا کرتا تھا جس میں خاص خاص بیگمات رونق افروز ہوا کرتی تھیں۔ اس عجیب و غریب مشاعرہ کی کیفیت اس میں شامل ہونے والوں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ سراپا رازداری کا منظر تھا۔ تاہم عنقا بیگم کی عنایت سے خاکسار محسن کو بھی مصرع طرح بروقت مل گیا تھا جس پر یہ ریختی عرض کی گئی۔ ۱۲ محسن

نہین وہ پان سے کرتے ہین سرخ سوت کا منھ
لگاتے ہین دل بسمل مین ایک چرکا سا

اٹھائی رخ سے دولائی جو دولہ نے باجی
ضیائے حسن سے جلوہ ہوا قمر کا سا

اٹھا لے دل سا نہ کھو جائے کوئی عالم مین
نہ کوئی گم ہو جہان مین مری کمر کا سا

یہ خط نواب کو پہونچا دو۔ ماما مین واری
بنا لو روپ ہوا آج نامہ بر کا سا

ہزار چاہتی ہون بولون اُنسے ہو کے نڈر
یہی تو ڈر ہے کہ لگتا ہے مجکو ڈر کا سا

وہ ڈانٹا شیخ کو بیگم کی چشم پرخون نے
ہوا اڈرا ہین وہ معلوم وانسے سر کا سا

نگوڑی وصل کی شب بھی ہوا نہ چین نصیب
لگا رہا ہوا کھٹکا موئی سحر کا سا

سخن کی پریون کو لیکر۔ سر پہ مضمون پر
ہوا مین اُڑتا ہے محسن لگا کے پر کا سا

مشاعرہ[1] بریلی بر طرح ۔ بس رہا ہے مری آنکھون مین تماشا کیسا

ڈوم تو دے بزے گئے چھوٹتا ماما کیسا
کل جہاجن موا کرتا تھا تقاضا کیسا

یہی مسی کی بوا بات تھی مجسرا کیسا
منھ لگون نے کیا نواب کو رسوا کیسا

روٹھی مکھن شہین کبھو دے سے تو کپڑا کیسا
چھوڑ ڈھگرے کو اری روز کا جھگڑا کیسا

کیا کہون اس سے بوا بگڑا ہے گھونڈا کیسا
کنکری نون کی گھر مین نہین آٹا کیسا

رات ماما نے جو ساقن کے کنے دیکھ لیا
دم لگا کر موا ممبا زوہ کھسکا کیسا

توڑ کر کھٹ[2] سرا بوا پان کٹوری کے لیے
آج اُڑتا ہے موا چڑیا کا پٹھا کیسا

[1] بریلی کے مشاعرہ مین اس ریختی کی بہت تعریف کی گئی تھی۔ حاضرین جلسہ نے ایک ایک شعر کو کئی کئی مرتبہ پڑھوا کر سنا۔ اور بڑے بڑے اُستادون نے داد دیکر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ۱۲ محسن

[2] کھٹ سرا پان کٹوری چڑیا اور پٹھا اسباب لنگیا کے پرزون کے نام ہین۔ لہذا غلط فہمی کو جگہ نہ دینا چاہیے۔ ۱۲ محسن

ہاتھا پائی نہیں سوکن سے ہوئی گر قبلہ
بن گیا ابر سیہ برق سا پنڈا کیسا

کالا منھ نوج ہوا ایسا کسی بندی کو نصیب
داڑھی منڈا ہوا لگتا ہے جھنجھنگا کیسا

وہ شب ماہ میں پیتے رہے گو سیر کو لیے
رشک کھایا کیئے ہم اے بوا کیسا کیسا

جھانک کر انگیا کی دیوار[۱] سے بنگلے کی بہار
گھاٹ پر آج اتر آیا ہے پیٹھا کیسا

صاحب خانہ سے کرتے ہو حساب خانہ
اور دینے نہ پڑیں شیخ جی لینا کیسا

شوق سے آئیں وہ جب چاہیں تکلف کیا ہے
دولہ بھائی سے مجھے اے بوا پردا کیسا

جانتی خوب ہوں میں گریہ مسکین ہیں شیخ
وقت مطلب ہوا بنجاتا ہے گھنّا کیسا

پہنی کرتی ہو ابیگم نے اٹنگی ایسی
نور چھن چھن کے نکلتا ہے نظارا کیسا

نہیں داماد اگر آئے تو بیٹی کے لیے
آج نگیرو میری ساس نے تانا کیسا

نہیں میں اجڑی فقط یار کی بگڑی گوئیاں
دیکھو بگڑا ہوا ہے بزم کا نقشا کیسا

ایسی جھجکی ہیں شب وصل کہ بیٹھو رہو جی
اٹھارہ رہ کے دل زار نہیں دھچکا کیسا

پانی پینے کے بہانے سے چلے آئے جو ہم
پانی پی پی کے وہ کوسا کیے کیسا کیسا

نتھنی بیتی ہے چھوڑ دو دن میں مرکی دو لو[۲] اللہ
گھورتا پھاڑ کے دیدے ہے نگوڑا کیسا

یہی تو رنج ہے بیگم بوا سیدھا ہو کر
پڑ گیا بار ہمارا ہوا الٹا کیسا

کسبیوں کی سی نہیں وضع تو سے ہے باجی
اری پاجامہ کی یہ گوٹ میں لچکا کیسا

جادو کر کے بوا بن گیا محسن اپنا
یاد اس ریختی والے کو ہے ٹوٹکا کیسا

[۱] دیوار۔ بنگلہ۔ گھاٹ۔ اور پیٹھا یہ بھی حسن پوش کے پرزوں کے نام ہیں ۱۲ محسن

[۲] یعنی دونوں آنکھیں پھوڑ دوں ۱۲ محسن

بر طرح - ہے اثر یہ نالۂ شبگیر کا

دیکھا[1] آرسی تماشا پیر کا — کر لیا شیدا مجھے تقدیر کا

سن چکی ہوں حال سب تحریر کا — بھیجے لینا سوت کی تصویر کا

پارا کشتہ کر دیا بے پیر کا — مل گیا نسخہ مجھے اکسیر کا

بعد مدت کے ہوا افشا ہوا — راز گوہر جان کی تحریر کا

گو کہ ہے نواب زادہ دار پر — ہے تو پروردہ ہوا کے شیر کا

پی گئے سب شیر مادر کی طرح — بھیجا رنڈی نے جو ہنڈا کھیر کا

بھاگ گئی صحبت چھناؤ نکی اُٹھیں — ہے نتیجہ نحس کی تاثیر کا

کیوں نکالا بیاہتا کو شیخ جی — کیا سبب کمبخت کی تقصیر کا

ہاتھ میں آیا نہ دُرِ مدعا — پاؤں لنگڑا ہو گیا تدبیر کا

شوق سے کرواؤ گوئیاں آج تم — رتجگا اُس ماہ کی تسخیر کا

رات کی باتیں نگوڑی کیا کہوں — ہے فسانہ شمع و گلگیر کا

کھل[2] گیا وہ پیٹ کا رازِ نہاں — خوف تھا جسکی ہوا تشہیر کا

بولتی کیونکر موئی برسات میں — تھا زمانہ گھر کی وہ تعمیر کا

ریل ہی میں آ گئے وہ رات کو — یہ اثر ہے نالۂ شبگیر کا

پہلے تھا نواب کا سالہ گر — اب ہے قیدی زلف کی زنجیر کا

---

[1] لکھنو کی ایک شوخ و شنگ آفت کا پرکالہ قریب پندرہ سولہ سالہ شاہد بازاری بی نصیر جان متخلص بہ نصیر کے دردولت پر ایک مشاعرہ ہوا تھا۔ یہ ریختی اُسی جلسہ عابد فریب کی یادگار ہے۔ جو ہمیشہ تر و تازہ رہیگی۔ ۱۲ محسن

[2] رازِ نہاں ہمیشہ پیٹ میں محفوظ رہتا ہے۔ مثلاً ہمارے پیٹ میں سیکڑوں راز بھرے ہیں۔ ۱۲ محسن

باجی محسن پہ بھی ہو نظر کرم
ہے وہ عاشق آپکی تصویر کا

ردیف ب

طرح مشاعرہ بریلی - ہوتا نہیں ہے وصل کی شب لستان نصیب

جس سرزمین پہ جائیے ہے آسمان نصیب[1] — گوئیاں رہی ایک سا ہی یہاں ہو روہاں نصیب

کالی گھٹائین بجلیان اور بدلیان نصیب — چھپکے جو اس بہار مین ہون بجلیان نصیب

سیّد مغل نہ شیخ نہ ہوا ہے پٹھان نصیب — دیکھو نگوڑے کو ہوا - پھوٹا کہان نصیب

زردار بھی ضرور ہو گر ہو جوان نصیب — کس کام کا وہ حسن نہ ہون روٹیان نصیب

رند خراب خانہ و باغ جنان نصیب — امّت کے کھل گئے ہو اجی بیگمان نصیب

ہے شتر بے مہار[2] سا جاہل کبڈ ہوا — بہتر تھا اس سے ہوتا اگر ساربان نصیب

یارب ہو بیقرار نہ میرا شیخ اس قدر — آئے کلیجہ تھامے ہوئے آج ہان نصیب

ہین وہ بھی ایک جُرتی نہین جنکو باندیان — ہین وہ بھی ایک جنکو ہین شہزادیان نصیب

نواب اور لونڈی کو دین خود اٹھا کر — کم دیکھے ہونگے ایسے بھی پیر مغان نصیب

ماماجی واری جاؤن کرو آج شاد وصل — ہون بیٹا بیٹیون کی تمھین شادیان نصیب

دیگی وہی کبوتری انڈے میان کے گھر — ہو جس لنڈوری کو نہ کہین آشیان نصیب

تعریف جسکی کرتے ہین خود آپ اسقدر — یارب ہو بندی کو بھی وہ باغ جنان نصیب

بیچین بیقرار ہون بچھڑی ہون یا رسول — حجاج کا ہو جلد مجھے کاروان نصیب

[1] بریلی کے مشاعرہ کی یادگار ہے جسنے بزم مشاعرہ کو رشک حور بنا دیا تھا - ۱۲ محسن

[2] شتر بے مہار - جاہل - بیوقوف یا اجڈ کو کہتے ہین ۱۲ محسن

سیرِ بہار لکھنؤ یا خارِ دشت وائے
لایا نگوڑا ہمکو کہان سے کہان نصیب

جنکا نشانہ اُف ہوا جی چوکتا نہ تھا
ایسے مٹے نشان نہین ہڈیان نصیب

بے تاک جھانک بندی کا رہنا محال ہے
ہون دشمنون کو شیخ جی یہ بدیان نصیب

عنقا نہین ہے - بلبلِ مستِ چمن ہے وہ
کس گل کو باغِ ہند مین ہے یہ زبان نصیب

طرح - اپنے مطلب سے ہے اُنھین مطلب

کوئی مرجاے یا ہو جان بلب [1]
اپنے مطلب سے ہے انھین مطلب

رکھتے لالا ہین رنڈیان گھر مین
گھر کی بیوی کے سامنے یہ غضب

دولہ بھائی سے دل لگی بازی
کرو دُلہن ہوا - مگر بہ ادب

کام عجلت بگاڑ دیتی ہے
پوچھتے ہین بگڑ بگڑ کے سبب

شیخ جی ہاتھ پر دھرالون گی
مین نہ مانون گی آپکی اب - تب

خام ہے یہ اُدھیڑ بن گوئیان
چھوٹتی ہے میان سے کبھی کب

تیری لونڈی کی یہ دعا ہے تجھے
ہو ترقی میان بڑے منصب

تیری مستانہ چال پر باجی
گر چٹک جائین وہ تو کیا ہے عجب

قطع کروے گا نیش افعی مو
چھوڑ دو ورنہ عادتِ عقرب

کسی ڈھب سے نگوڑی آجائے
جانتی ہون تو اب کا مطلب

ہے یقین آج تو موئی عنقا
آئے گی آدھی رات تک اغلب

[1] ایک پاکباز بیوی بیگم کی فرمائش سے لکھی گئی تھی جسکی شوخی طبع نے یہ مصرع موزون کیا تھا - اپنے مطلب سے ہے اُنھین مطلب ۱۲ محسن

ردیف پ

طرح: شوق سے آئین جو آنا ہو مگر آپ سے آپ

تیسرے چوتھے بھی آتے نہیں تا گھر آپ سے آپ
بندہی کیونکر نہ ہو آمادہ شر آپ سے آپ

گردش پیر فلک کے ہوا کا کر چکر
سیدھا ہو جاتا ہے کج سلک بشر آپ سے آپ

تیغ ابرو کے اگر دیکھ لین جوہر باجی
چھوڑ دین آج سپاہان تیر و تبر آپ سے آپ

دیکھنا پان کی جا خاک نہ بھر دون منہ مین
شیخ الجھے تو ہوا خاک بسر آپ سے آپ

پالا استاد سے جب تک نہ پڑے گا خالہ
چھوڑنے کا نہین لالہ میرا در آپ سے آپ

ہم بگڑتے نہین ایسے کہ ہوا من جائین
وہ منایا کرین سو بار اگر آپ سے آپ

کرو تدبیر وہ گویان کہ میان ترک کرین
کوٹ پتلون سے ہوٹل کا ڈنر[ٹلہ] آپ سے آپ

ایسی تدبیر ہو ماما کہ نہ ہو نام میرا
شوق سے آئین جو آنا ہو مگر آپ سے آپ

چوک مین چاک گریبان پہ مچلنا کیسا
کرتے کیون ضد ہین وہی بار دگر آپ سے آپ

ایسا نسخہ کوئی تجویز کرو تم عنقا
جاتا محسن کا رہے درد جگر آپ سے آپ

لہ لکھنؤ کے پھول ہین کس موقعہ پر چنے گئے تھے۔ اسکا حال بی عنقا بیگم کے سوا اور کسیکو معلوم نہین ہے ہم تو صرف اسقدر جانتے ہین کہ ارشاد ہونے مین کچھ دیر واقع ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔ مگر تعمیل ارشاد مین دیر ہونا غیر ممکن ہے ۱۲ محسن

ٹلہ انگریزی قافیہ اردو مین اتنی انکھی بات ہے ہمارے اکثر احباب اسکو دیکھکر چونک پڑینگے مگر اصلیت یہ ہے کہ بعض انگریزی الفاظ نے اردو مین وہ دخول ناجائز اختیار کر لیا ہے کہ وہ کسی کے ہٹائے ہٹ نہین سکتے۔ انکے ہم معنی الفاظ یا تو اردو مین تھے ہی نہین یا بالکل معدوم ہو گئے ہین۔ ڈنر کا نعم البدل تو ممکن ہے مگر کوٹ۔ پتلون۔ پلٹن۔ رجمنٹ۔ جرنیل۔ کرنیل۔ کپتان۔ برانڈی۔ وسکی۔ ولڈ ٹام۔ پورٹ۔ جن۔ شمپین۔ ریل۔ ٹکٹ وغیرہ کیلیے اردو الفاظ کہانسے لائے جائین تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی بادشاہ وقت کی زبان ہونیکے باعث اردو مین بزور دخیل ہوتی جاتی ہے اور وہ وقت دور نہین کہ جب ان دونوں زبانوں کے اتحاد سے ایک تیسری زبان پیدا ہو جائے ۱۲ محسن

ردیف ت

طرح مشاعرہ علیگڈھ۔ وہی مشہور دل آزار بہت

یونتو دنیا مین ہین دلدار بہت
کرتے مرزا ہین مگر پیار بہت

شیخ جی کرتے ہین تکرار بہت
آج دینگے انھین ہم مار بہت

چال کی اُسنے نہ سیکھو بلبل
گل بھی مشہور ہین پرخار بہت

چُل نہین اُٹھتی اگر چکلے کی
پوچھو کیون جاتی ہین بازار بہت

ساغر حسن بچانا گوئیان
تاک مین پھرتے ہین میخوار بہت

بل نہ ابرو پہ ہمارے آیا
وہ گھمایا کیے تلوار بہت

ایک دل کسکو نہ دین کسکو دین
لینے والون کی ہے بھرمار بہت

آج داروغہ کی کل ڈپٹی کی
رہتی گو ہر کو ہے بیگار بہت

تم تو کسبی سے وہ تم سے بگڑی
مجھ سے اُلجھے نہ موئی نار بہت

بیڑیان شیخ کی گر کٹ جائین
ڈھونڈھ لے بندی بھی پھر یار بہت

ہمنے گھسنے نہ دیے اُنکے رقیب
خار کھایا کیے بدکار بہت

پیٹی سوتون نے پڑھائی ایسی
ہمسے آزردہ ہین سرکار بہت

منہ لگے گر نہین مردوے[1] اُنکے
گھر سے کیون رہتی ہین اغیار بہت

بادہ عشق مین عنقا بیگم
اب تو رہنے لگی سرشار بہت

[1] بیگمات لکھنو کی زبان پر زندون کے لیے مردوے کا لفظ اکثر جوش الفت مین بولا جاتا ہو۔ جیسے چل مردوے ہٹ مردوے
پر زندون کے لیے عام خطاب ہین۔ اسی رعایت سے یہان بھی لکھا گیا۔ کہین سچ مچ مردوے نہ سمجھ لیجیے گا۔ ۱۲ محسن

طرح مشاعرہ بریلی۔ زلف پیچان سے ہے اُلجھا دیکھیے شانے کی بات

کرتے ہین کیا کیا چبا کر سُرخ ہو جانے کی بات
سوت کے ہاتھون سے وہ مہندی کے لگوانے کی بات

ہے پری شیشہ مین گویا۔ وہ اُتر آنے کی بات
اے پری خانم بوا۔ اُن کے پری خانے کی بات

کرتے بیگم سے عبث ہین روز پھسلانے کی بات
ہے یہ دل ملنے کا سودا اور من مانے کی بات

چُگنے والے ہین ہری کے ہمسے مُنھ آنے کی بات
ہے سراسر شیخ جی یہ گھانس کھا جانے کی بات

آئینہ ہو ہو گئی نواب صاحب آپ کی
شعلہ خانم سے وہ قبلہ۔ آئینہ خانے کی بات

آئین ناکر وا کے وہ آئینہ شانہ یار سے
ہم نہ کہتے تھے کہ ہو گی موبموشانے کی بات

سُن کے دو کانون سے میری دی بڑھا اپنی دُکان
کان کے پردے پھٹے۔ سُن سُن موے کانے کی بات

سوت سے شکوے ہمارے۔ ہمسے شکوے سوت کے
کرتے ہین کیا کیا میان دونون مین چل جانے کی بات

کنے بھر بھر دی اُنھین جو ہو گئے بالائے طاق
وہ بُوا درگاہ والی طاق بھروانے کی بات

شوخیِ دلدار نے چشمِ حیا جو سے کہا
ہو گیا ہونا تھا جو۔ اب کیا ہے شرمانے کی بات
دونوں سے لڑ لڑ مرونگی باجی صاحب حیف ہے
دوستوں کے دل میں ہے دشمن سے لڑوانے کی بات
رکھا جس گوہر کو باجی گوہری نے پیٹ میں
تھی صدف کے دُرج میں وہ دُر کے دَر آنے کی بات
سوت میلے سر میں بھی چوکی نہ میلی بات سے
ہے گھنونی بد وضع۔ کرتی ہے گھن آنے کی بات
ہم بھی خواب ناز میں سُنتے رہے بدذات کی
رات بھر کرتا رہا وہ گھات پر لانے کی بات
جن کو ہمنے مُنھ لگایا اُن سے یہ حاصل ہوا
ہم سے کرتے ہیں نگوڑے اب وہ مُنھ آنے کی بات
سیدھے باتوں سے نہیں ہوتے بُوا لاتوں کے بھوت
لات جب تک کھا نہ لیں اُنکو نہیں آنے کی بات
پاؤ گی کیا گوہری تڑپانے میں کلپانے میں
آج دیدا لو جو ہو منظور کل پانے کی بات
شوق سے آجاری گوئیاں تو کہاں محسن کہاں
یہ بھی تھی گوہر بُوا۔ کچھ آب اور دانے کی بات

برطرح نواب شاہجہان بیگم صاحبہ متخلص بہ شیرین والیہ بھوپال مرحوم

ساقی چمن مین آکہ تیری یاد ہی بہت

بھولے وہی ہین جنکی ہمین یاد ہی بہت — ناشاد یہ ہوا دل ناشاد ہی بہت

دولہ تمھارا اصغری آزاد ہی بہت — کرتا نگوڑا چوک مین برباد ہی بہت

ممکن نہین کہ ہو نہ انیسِ دلِ حزین — کمسن ابھی ہوا ستم ایجاد ہی بہت

جانے سے اُنکے گھر نہین اُجڑا فقط مرا — ویران خانۂ دلِ ناشاد ہی بہت

دیکھون نگوڑا کرتا ہے کسطرح خون خجل — آزردہ اندنون موا جلاد ہی بہت

خوش ہوکے ساس نے کہا دلہن ہے رشکِ گل — دم سے تمھارے گھر میرا آباد ہی بہت

بلبل کو فصلِ گل مین اسیرِ قفس کیا — غافل خدا کے خوف سے صیاد ہی بہت

تصویر اُنکی کھنچ نہ سکی پیر ہوگیا — شرمندہ اپنے فعل سے بہزاد ہی بہت

لیتی ہون کروٹین ہوا کنجِ مزار مین — محسن نگوڑا قبر مین بھی یاد ہی بہت

ردیف ٹ

طرح - پلک مار کر شیر کو دے پلٹ

ذرا[2] دیکھیے قبلہ چلمن اُلٹ — ہین مشتاق در پر کھڑے ٹھٹ کے ٹھٹ

[1] خاکسار محسن کو جناب شیرین صاحبہ خلد آشیان سابق والیہ بھوپال کا ایک دیوان ہاتھ لگ گیا تھا۔ واہ کیا کہنا۔ یون تو ہر ایک غزل سرکار عالیہ کی از سرتا پا مرصع تھی۔ مگر یہ غزل ساقی چمن مین آکہ تیری یاد ہی بہت راقم کو بہت پسند آئی۔ لہذا اسپر یہ ریختی عرض کی گئی۔ ۱۲ محسن

[2] اسمین اُلٹ پلٹ۔ کھٹ پٹ۔ سب قافیے ہین ہمین فرمائش کی گئی تھی کہ یہ غزل قافیونکی ضلع بندی پر ختم ہو لہذا ہر شعر مین دو دو تین تین قافیے شامل کردیے گئے ہین ۱۲ محسن

لگائی جو بوسہ کی مرزا نے رٹ	کہا باجی نے دُت نہ موئے دور ہٹ
بلا سے کسی کو کرو چیت کہ پٹ	دلا دو مجھے لکھنؤ کا ٹکٹ
کہیں شب جو وہیں سے کٹ پٹ ہوئی	کھٹا کھٹ موے نے دیے توڑ ہٹ
بجاتا ہے ڈھولک موا رات بھر	یہ بھڑوا کوئی بھاند ہے یا کہ نٹ
کریں گر طوائف سے سٹ پٹ میاں	کچہری میں جا کر میں بولوں رپٹ
ہیں کٹ کٹ گئی بیگموں میں ہوا	وہ پیتے ہی غٹ غٹ گئے جو لپٹ
ترقی ہوا امسال دولہ کی پھر	ریاست کا گر دے اجازت بجٹ[1]
ہے شیر خدا کا جو آنکھوں میں نور	پٹاک مار کر شیر کو دے پلٹ
پٹھانوں کی جاکٹ میں پاکٹ لگیں	یہاں روئیں کُرتی کو گر جائے پھٹ
یہ کروٹ کی آہٹ بلا سے ہوا	چھپر کھٹ پہ کرتے ہیں کایا پلٹ
سٹاسٹ وہ مارا کریں جان جائے	میری بھی یہ ضد ہے نہ چھوڑوں گی ہٹ

وہ بھڑوا سر بزم کٹ کٹ گیا
رکھا عنقا بیگم سے جسنے کپٹ

ردیف ث

میں بھی آخر سنوں تو کیا باعث[2]	نہیں کھلتی جو رنج کا باعث
اور کچھ بھی نہیں ہوا باعث	کچھ تو ہے شرم کچھ حیا باعث

[1] بجٹ ٹکٹ وغیرہ انگریزی قافیے ہیں۔ مگر اردو میں ایسی جڑ پکڑ لی ہے کہ کسی کے نکالے سے نہیں نکل سکتی۔ نہ اُنکے نعم البدل ملیں گے اور نہ وہ نکلیں گے۔ جب ایک زبان دوسری زبان پر تصرف کرنا چاہتی ہے تو اُسکی ابتدا ایسے ہی لفظوں سے شروع ہوتی ہے۔ محسن۔

[2] خفیہ مشاعروں کی جان اور ایک عجز دل کی داستان ہے جسکو عنقا بیگم نے خوب ادا کیا ہے۔ محسن

جس سے مطلب تھا بلا یا کیون / میان تیلا ہین تو ذرا باعث

نہین کسی کی کچھ خطا باجی / دولہ بھائی کی ہے ادا باعث

نظر لطف کیون نہین ہم پر / کچھ نہ بیگم ہوا کھلا باعث

سوختہ ہو گئی ہین جل بھن کر / آگ لگ جائے جو ہوا باعث

گھر سے رہتے ہین رات بھر غائب / سچ ہے وہی خانگی بوا باعث

شیخ جی سے کے ہین کاٹتے بڑی ہو / سچ ہے وہی جھوٹ کا ہوا باعث

کیون ہے افسردہ آج تو محسن
کچھ تو کہہ - بندہ خدا باعث

ردیف جیم

طرح - اچھا وہ ہے جو کردے شرافت سے بسر آج

بیتابی دل - ہان بوا - دکھلائے اثر آج[1] / آئین میان تھامے ہوئے ہاتھون سے جگر آج

آیا ہے میرے گھر وہ بوا رشک قمر آج / تا حشر نظر آئے نگوڑی نہ سحر آج

جائے تو سہی مرزا موا رنڈی کے گھر آج / واللہ کہ برپا کرون گھر بھر مین شر آج

زناخی کا اس حسن پہ پرسان نہین کوئی / پڑتی ہے حسینون کی دوگانہ پہ نظر آج

کیون آئینہ جگ بھر مین نہ ہو جاتی وہ بیگم / جو بات نہ کرتی تھی - وہی آئین نہ کر آج

در در پہ وہ بدنام ہون دنیا بھی ہو در پے / چھوڑینگے مگر شیخ جی رنڈی کا نہ در آج

[1] یکسان رسیدہ سنجیدہ اور فہمیدہ بیگم صاحب کا یہ مصرع اچھا وہ ہے جو کردے شرافت سے بسر آج ہوا ایک مدت لکھنؤ کے دلربا جلسون مین طرح قرار پائی تھی جسپر خوب گلفشانیان ہوئین - اور داد سخن دی گئی - اللہ اللہ کیا زمانے تھے اب وہ صورتین خواب مین بھی نظر نہین آتین ع رفت منزل بدیگرے پرداخت ۱۲ محسن

سفلون کا ہوا وقت ہی نازک ہی زمانہ
اچھا وہ ہے جو کرے شرافت سے بسر آج

جو خشک تھا بے بر بھی تھا بے برگ تھا جی
لایا ہے وہی شجر تمنا میرا بر آج

بجلی سے ہے بچھو کا ہے بلا ہے موئی کسبی
یہ برق ہوا دیکھئے گرتی ہے کدھر آج

نار ہی سے بھی بدتر ہے وگرنہ موا گوئیات
روزی جو کما لائے وہی مرد ہے نر آج

تو اسی ہے کوری نہین۔ گوری نہین لنڈی
اسیر بھی ہے سرکار کی منظور نظر آج

جب سے پڑی خورشید موئی شیخ کے بس مین
سورج کی طرح جلتی ہی اوئی گھر بدر آج

دو سوتین ہین دو رنڈیان ہین تین متاعی
پیدا تو کوئی کرے ہمارا سا جگر آج

یہ رنگ تو محسن میان حصہ ہی تمھارا
واللہ نہین ریختی مین ہمتا بشر آج

مشاعرہ لشکر گوالیار٭ طرح۔ پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن آج

کیونکر لگے نہ آگ ہوا جی بدن مین آج
مجرے کرا رہا ہے نگوڑا چمن مین آج

بھر بھر کے چلین کسبی کی دنرات شیخ جی
بٹہ لگا یا آپ نے اپنے چلن مین آج

ڈاڑھی مین بال تک نہین۔ مونچھین ہین کان تک
کیا کیا نکھار ہین ہوا اپنے سجن مین آج

تلوار اور تیر کی کثرت مین برق ہے
کس فن کی ہی کمی میرے ناوک فگن مین آج

بچ کے چمن سے ہو کے گئی دشت زلف مین
بستی سے دولہ آگئے کالون کے بن مین آج

میرے کباب کھاؤ گے یا کھیر سوت کی
مین بھی تو سن لون دولہ میان کیا ہے من مین آج

ل تک تھا جنکا قول اشرفی سے بھی سوا
ہے سولہ آنے جھوٹ انھین کے بچن مین آج

٭ لشکر گوالیار کے پھول۔ ابتدائے مشق کا نمونہ اور میان حیرت کے مشاعرے کی یادگار ہے۔ میر قلندر حسین صاحب متخلص بہ قلندر
نکی بہت تعریف کرتے تھے۔ ع۔ ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ خدا کرے ہمارے دوست جہان رہین خوش و خرم رہین۔ محسن

کوئی نگوڑا حسن کی کرتا نہیں تلاش
پڑتی نہیں نظر جو اٹھونگی ہر مال و دھن میں آج

ہوتے نہ ریخ میں جو چھنالوں کے وہ چلبلے
یون دیکھتے نہ بندی کو ریخ و محن میں آج

بہتر ہے مال زادی کو گھر سے نکال دو
دعوی کرونگی مہر کا ورنہ سیشن میں آج

تیغ حسین کھیتی تھی تو سن سے یار یار
جو ہر دکھاؤنگی میاں تھم جاؤ رن میں آج

کیا کیا نہ بزم یار کا بنتے سنگار ہم
نام خدا جو ہوتے اگر ہم وطن میں آج

گلشن میں دختِ رز سے ہی مشغول کوئی پھول
پھولے نہیں سماتے ہیں گل پیرہن میں آج

عنقا سی ریختی ہوا عنقا ہے آج کل
ہے لکھنؤ میں ایک موئی اپنے فن میں آج

دو چار میں نہیں بوا کہدون ہزار میں
محسن سا دوسرا نہیں شعر و سخن میں آج

کسپہ جھپٹا ہوا شکاری آج[۱]
تیغ پر تیغ کس نے ماری آج

آدھی پر سے تمھاری ساری آج
دیکھ لی ہمنے ساری پیاری آج

سوت کو بھیجیے سواری آج
ہے اسی رو سیہ کی باری آج

دیکھ لی ہمنے شب کی بیداری
مانتی کیون نہیں وہ واری آج

ہے دل آرام - دیتی ہے آرام
کیون نہ بلوائیں رام پیاری آج

ایسا مارا موئی کو پھرتی ہے
ماری ماری تمھاری ماری آج

کل کی گر وہاری چھوڑ دو کل پر
دیکھو کیا دیتے ہیں مراری آج

ایسی بے خبری - ادی معاذ اللہ
نہیں لیتے خبر ہماری آج

[۱] بریلی کے ایک پرانے مشاعرہ کی یادگار ہے۔ جسکی طرح غالبًا یہ تھی ع کسنے کی گل سے ہمکناری آج
اس میں بھی خاکسار محسن نے بڑے بڑے اُستادوں سے خراج تحسین وصول کیا تھا۔ ۱۲ محسن

اُٹے لئے اُٹے ہوئے ہین شوق اُنھین
لونڈے بلوا کے راس دھاری آج

کیون نہ ہو دیا ال زادی کو
کسبی کیا ہو گئی دُلاری آج

ہوتی دل مین نہ گر وہ پردہ نشین
مجھسے کیون ہوتی پردہ داری آج

کل چمن مین تھی گل کے پہلو مین
شبو پھرتی ہے ماری۔ ماری آج

خاکسارون سے ہے ملال اُنھین
ملی مٹی مین۔ خاکساری آج

ہائے افسوس چھٹ گئی عنقا
رہا محسن بہ اشک و زاری آج

راست کہتی ہون آپ کا عنقا
حصر ہے ریختی نگاری آج

ردیف چ

۱؎ آج دی تعلیم گت گت کی مجھے تالونکے بیچ
اب نہ آوُنگی کبھی اُستاد کی چالونکے بیچ

چوم کر زلف دوتا پھنستا نہین جالونکے بیچ
صاف بچ جاتا ہے گورا سیکڑون کالونکے بیچ

مین تو خود کہتی ہون باجی خاک ڈالون شیخ پر
پھانس لیتا ہے نگوڑا پیار کی چالونکے بیچ

بھولا پن خود کہہ رہا ہے۔ سرتی لت سب جھنو پر
سوت کی بیڑی۔ بھری ہے آج ان گالونکے بیچ

ہوتے تھے دو چار دولہے پہلے کیا کیا پیار سے
بگڑے اب کیا کیا ہوا۔ دو چار ہی سالونکے بیچ

تجھ جو لون شالین کسیکی مین بو اشل ہو گئی
بھیجے خط سوکن کے مجکو۔ ڈالکر شالونکے بیچ

اپنی بدحالی پہ گوئیان تھا فلک نالہ کنان
آج پھر شکر خدا۔ ہم بھی ہین خوشحالونکے بیچ

بات ہے بگڑی گھڑی کی۔ صاف جچ ہوتے نہین
چلتے پرزے ہین مجھے لاتے ہین وہ چالونکے بیچ

۱؎ ایک شاہد بازاری نے اپنی شوخی اور چلبلے پن کی بدولت یہ مصرع تصنیف کیا تھا۔ اب نہ آوُنگی کبھی اُستاد کی چالونکے بیچ ۔ اتفاق وقت کہ یہ مصرع محسن کے ہاتھ بھی لگ گیا اور پوری غزل تیار ہوگئی ۱۲ محسن

سنتے ہی بے چین ہو کر آ گئے ڈولی میں ہم
کس بلا کا ہے اثر محسن ترے نالوں کے بیچ

ردیف ح

مصرع طرح۔ شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح

کیوں پیچ و تاب ہو نہ بُوا مار کی طرح
بل کھاتا اُن کا کاکلِ خمدار کی طرح

پھرتی ہے جھومتی ہوئی سرشار کی طرح
ہو نوج کوئی نائکہ مُردار کی طرح

کہتے تو ہیں نہ آنے کی آتے ہیں پر ضرور
اقرار کرتے ہیں میاں انکار کی طرح

ہیں خار سے خراب نگوڑے خزاں کے پھول
خار بہار ہیں مجھے گلزار کی طرح

ممکن نہیں کہ لاکھوں میں ہو ایک بھی بُوا
بندہ نواز بندی کی سرکار کی طرح

کرتے بگڑ بگڑ کے ہیں بستر اُتھل پُتھل
بگڑی ہوئی ہے اندنوں دلدار کی طرح

انگنیا کے گھاٹ تک نہ رسائی ہوئی مگر
شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح

باتیں اُچھال چھکا کی ہر دم لگے بن کی ہیں
ہو جانا تم نہ کبھی مُردار کی طرح

بولوں کی دولہ بھائی سے لکھیں غزل ضرور
کیا خوب آج آئی ہے اخبار کی طرح

چل پھر تمہاری آنکھ کی مرزا جی قہر ہے
چبھتی ہے دل میں نشترِ خونخوار کی طرح

کیا موٹے تازے ریل کا انجن تھے شیخ جی
یا سوکھ سوکھ ہو گئے اب تار کی طرح

رہ رہ کے چھیڑتا ہے عجب مسخرا ہے وہ
ہو نوج کوئی محسن مکار کی طرح

لکھنؤ میں ایک نواب صاحب کی معشوقہ پری رخسار نے یہ مصرع تصنیف کیا تھا۔ شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح
نواب صاحب چونکہ خاکسار محسن کے کرمفرما سے قدیم تھے۔ لہذا آپکی فرمائش اور کوشش سے پوری غزل تیار ہو گئی ۱۲ محسن

ردیف خ

مصرع طرح ۔ رہا سب مین میرا مسلمان سُرخ

لال کمرے کا آج سامان سُرخ	دیکھکر ہوگیا وہ نادان سُرخ
لال پہنے ہوئے تھے سُرخ قبا	تھا جو شبّو تمھارا دامان سُرخ
لال کُرتی مین عکس بیگم کا	ہوگیا دیکھتے ہی کپتان سُرخ
باجی لبھاے لالہ گون سے ترے	ہوگئے بلخ اور بدخشان سُرخ
سایہ عزرا کا پڑ گیا جو کہین	ہوگئین دیکھتے ہی امّان سُرخ
آج ساون کے سرخ چھینٹون سے	نظر آتی ہے بادیستان سُرخ
سُرخ دستار کی کرامت ہے	ہوگئین جو ہوا مغل جان سُرخ
رنگ ہندو کا اُڑ گیا باجی	رہا سب مین میرا مسلمان سُرخ
کہو ساقن سے سُرخ سمے لائے	آج جوڑا ہو زیب جانان سُرخ

سُرخ سایہ پڑا جو آنچل کا
ہوا محسن ہوا گھر جان سُرخ

ردیف دال

طرح ۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

در بدر بھیک ہی مانگے گا موا میرے بعد	یاد رکھنا یہ میری بات ہوا میرے بعد

لے وسلہ پر اوبٹ مشاعرون کی یادگار ہے اور اسوقت کی بہار ہے کہ جب آٹا روپیہ کا پندرہ سیر فروخت ہوتا تھا موزونی اور روانی طبع کے لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بےفکری شکم سیری آزادی اور آسودگی ہو۔ خوش مذاقی اور خوش طبعی جس کی مزاج انسان کے لیے سخت ضرورت ہے صرف انھین حالتون مین اپنا جوہر دکھاتی ہین۔ اور جناب جب آٹا تین سیر کا ہو تو پھر یہ باتین کہان۔ ع بس رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ۔ ۱۲ محسن

کسبی کیا کیا نہ لگائے گی بلا میرے بعد
رشش ہین کون لگانے کی حنا میرے بعد

پھول بھی وہ نہ چڑھائے مری تربت پہ کبھی
ایسے سوکن نے دیے پھول چڑھا میرے بعد

بوا کیا کیا نہ بگاڑین گے گھروندا اپنا
لوٹ لیگی موئی کسبی کی ادا میرے بعد

ظلم سہہ سہہ کے چھنالونکے پشیمان ہونگے
میرے جینے کی وہ مانگینگے دعا میرے بعد

ہین ہوا انکے لیے شوق سے لون راہ عدم
راہ پر لائے جو دولہ کو خدا میرے بعد

رنگ کیا کیا نہ موئی لائے گی مہندی بیگم
خون تھوکے گی ہزارون ہین حنا میرے بعد

سامنے چھپتے اگر شیخ تو منھ نوچ لون ہین
کہتا سب کچھ ہوا پھرتا ہے موا میرے بعد

پانی ہو ہو کے بہین گی یہ جفائین قبلہ
جوش پر آئے گا جب خون وفا میرے بعد

ستم یار سے کھتی ہے وفا کی حسرت
ہو گی اب کسپہ نگوڑی یہ جفا میرے بعد

ہائے تو اب ستمگر کی کدورت نہ گئی
ہو گی حسرت کی لب گور دعا میرے بعد

منھ لگے بھڑوے بتائینگے نہ کیا کیا اتبر
چوک جا جا کے نہ ہو جائینگے کیا میرے بعد

جیتے جی شرم نہ محسن کو جب آئی گوئیان
خاک آئے گی نگوڑے کو حیا میرے بعد

ردیف ڈال

ناز الفت کے ہین تو پیار کے لاڈ
کیا کہون ہین ہوا جی یار کے لاڈ

له لکھنؤ مین ہزارہا نواب اور ہزارہا بیگمات ہین۔ وہ غریب لوگ جو صرف پانچ یا چھ روپیہ ماہوار وثیقہ پاتے ہین وہ بھی عام طور پر نواب کہلاتے ہین اور اُنکی مستورات بیگم صاحبان۔ ممکن ہے کہ وہ بھی کسی زمانے مین رئیس ہون مگر اُنکی شرافت اور اعلی خاندانی مین کسیکو کلام نہین ہوسکتا۔ انھین مین ایسے بھی ہین جو بڑے سا سے اعظم ہین اور ہزارہا روپیہ سرکار سے پاتے ہین۔ خاکسار محسن کو عرصہ دراز تک انھین بزرگونکی صحبت مین رہنا پڑا ہے اور یہ سکا دیوان انھین حضرات کے جلسون کا فوٹو ہے۔ تاہم اسکا روئے سخن کسی خاص نواب صاحب یا بیگم صاحبہ کیطرف نہین ہے اور یہین جتنے نام ہین فرضی ہین ۱۲ محسن

کیون نہین کہتے صاف مطلب کی
میری چڑھ ہین نگوڑے پیار کے لاڈ

فصل گل مین جنون کا جوش ہوا
ہوے دشمن موئی بہار کے لاڈ

ہے گوئیان تو کفش پر مارو
کیون اُٹھاؤ موے چمار کے لاڈ

دیکھو بلبل نگوڑی خاطر گل
سہتی پھرتی ہے خار خار کے لاڈ

ایک - دو تین اوئی بُوا - حد ہے
کس طرح اُٹھین چار - چار کے لاڈ

ایک مین لطف ہی جو نبھ جائے
ہین عبث گوئیان تین چار کے لاڈ

میری جوتیون نے شیخ کے سر سے
خوب اُٹھوائے مار مار کے لاڈ

ایک محسن کا بس ہے نبھ جائے
بھاڑ مین جائین - چار چار کے لاڈ

ردیف ذال

بندی[1] کیونکر کہے گوئیان نہین سرکار لذیذ
ذائقہ اپنا ہے اُنہین - اُنھین اغیار لذیذ

پھولتا پھلتا رہے وہ گل گلزار لذیذ
ریشم نور کا تو بندی کو ہی ہر خار لذیذ

یار یا جی کے لیے جمع ہین در پر پریان
کیون نہ ہو رشک پری یار کا دربار لذیذ

قبل نسبت کے ذرا دیکھ لو لڑکے کو بُوا
اچھا تک سکتے بھی ہو رکھتا ہو رخسار لذیذ

گل رخسار کا کرتا ہے وہ گلقند طلب
ڈھونڈھتا پھرتا دوا ہے دل بیمار لذیذ

آفت دید ہے آنکھون کی نگوڑی چل پھر
دید سے پھوٹین جو نہ ہو شوخی دیدار لذیذ

عقا بیگم تمہین واللہ بتا دو گوئیان
کیون تمہین لگتا ہو وہ محسن بیکار لذیذ

[1] یہ ریختی ایک نہایت ہی لذیذ جلسہ کی یادگار ہے اور اوس جلسے مین خوب لذت حاصل ہوئی ۱۲ محسن

ردیف ر

ابر اُٹھا ہے گرے قطرۂ باران سر پر[1]
گوئیان ہشیار کہ ہے عیش کا سامان سر پر

کرتے کیا کیا نہین ۔ وہ ریخ کے سامان سر پر
رکھتے لاہین ہوا ر و تر مغل جان سر پر

اب تو جائین گے چھنالون کی گلی مین مرزا
قسمین کھاتے ہین ہوا ر کھتے ہین قران سر پر

حسرت دید ہے جان تن سے نہ نکلیگی ہوا
کیون فرشتے ہین لیے موت کا چالان سر پر

بگڑے تیور ہین اُبجھتے ہین خفا ہوتے ہین
شیخ جی کے ہے ہوا آج بھی شیطان سر پر

ساتھ رنڈی کے چلے مرزا جی کشان کشیان[؟]
وہنا فعلون مین دبائے ہوئے بایان سر پر

چُٹکیان صاف کیے دیتی ہین دل کی ہیہے
پیرو مرشد ہے وہی آج بھی شیطان سر پر

اب فرنگی ہین ہوا تخت پہ ہم باجگزار
کبھی رکھتے تھے یہان تاج مسلمان سر پر

غم کی تصویر بنا محسن بیدل باجی
مثل آئینہ کھڑا رہتا ہے حیران سر پر

برطرح جانصاحب[2] ۔ نماز پڑھ پڑھ کے تو گناہون سے توبہ اپنی ہوا کیا کر

عجب بلا مین پھنسی ہون گوئیان مین اُس نگوڑے سے دل لگا کر
یہ دو نو پھوٹین جو رات سوئی ہون مین پلک سے پلک لگا کر

نہین گر سانس نہ لو کیا ہے یون بھی مجھپہ عذاب آیا
خصم ہے ایسا مو الڑکا ۔ ستاتا کیا نہین ہے آ کر

ل۱ لشکر گوالیار کے ایک مشاعرہ مین پڑھی گئی تھی ۔ ۱۲ محسن
ل۲ جانصاحب مرحوم کی طرحون پر محسن نے کئی غزلین لکھی ہین انھین مین ایک یہ بھی ہے ۔ اگر جان صاحب کی ریختی کو اسکے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو دونو کا فرق بہ آسانی معلوم ہو جائیگا ۔ ایک سے یہ واضح ہوگا کہ کسی محل کی رہنے والی بدنصیب بیگم کا دُکھڑا ہے اور دوسری سے ایک شوخ طبع منہ پھٹ بھٹیاری کی فحش گالیان

خدا نے چاہا تو روٹیون کو پھرے گی دُر دُر تو ماری ماری چندو
اُڑائی شوہر کی خاک تمنے - جلا جلا کر جلا جلا کر
یہ کس سُگھڑ نے سکھائی تمکو ہے کسبیون کی سی اونچی کُرتی
کھُلا ہے پیٹ آدھا اوئی نگوڑی - ذرا حیا کر ذرا حیا کر
کھلے ہین ایام حیدری کے - پڑی ہے گھر مین وہ شیخ جی کے
جلائین گے ہم چراغ گھی کے ضرور مسجد مین آج جا کر
بلا کی شوخی زبان مین ہے ستم کا جادو بیان مین ہے
وہ موہنی آن وبان مین ہے کہ مار ڈالا لبھا لبھا کر
لگا نے کیا وزیر بیگم - نگاہ خونی کے تیر بیگم
بنا یا دل کو اسیر بیگم - کمان ابرو چڑھا چڑھا کر
بگاڑتی کیون ہے اپنا جوبن - ہے چند روزہ ہوائے گلشن
نہ سُرمہ مسی نہ پان سا قن اری دوانی خدا خدا کر
نہ دل ہو کیونکر کباب شب بھر شباب ہمکو عذاب شب بھر
پلاتے ہین وہ شراب شب بھر موئی چھنالین بُلا بُلا کر
نہین یہ جھوٹی کہانی میری - یہ لکھ لو صاحب زبانی میری
جو آج بھی گر نمانی میری - تو زہر کھالون گی مین منگا کر
نہ آنے کی تھی اگر سمائی - خطون کی بھرمار کیون لگائی
ڈرائین ہمکو نہ دو لہ بھائی - ہوا کے گھوڑے اُڑا اُڑا کر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۶) ہونگی جنکو وہ انگلیاں مٹکا مٹکا کر بخوف و ہراس آنہ ادانہ ادا کر رہی ہوگی - اب جناب وہ آزادیان کہان - ۱۲ محسن

کبھی نہ سکھ پائے مال زادی۔ وہ دیدے پھوٹی حرام زادی
بگاڑا جس نے ہے اُنکو وادی۔ لگا لگا کر بجھا[1] بجھا کر
بہار گلشن عیان ہے اُس مین۔ او اسے بلبل نہان ہو اُس مین
وہ عنقا بیگم زبان ہے اُس مین کہ مار ڈالا لبھا لبھا کر

ایضاً

وہ اُلٹے اُلٹے سبق سنائے کہ مار ڈالا جلا جلا کر
بگاڑا کسبی نے اُنکو باجی سکھا سکھا کر سکھا سکھا کر
بنایا ہمنے بھی اُن کو ایسا کہ رہ گئے مُنھ بنا بنا کر
وہ خاک[2] بھیجے گی مالزادی پڑھا پڑھا کر پڑھا پڑھا کر
بُوا یہ بیگم ہے لکھنؤ کی۔ بڑی ہے دھوم اسکی گفتگو کی
ذرا جو آنکھ اُس سے دو بدو کی تو اُسنے مارا جلا جلا کر
سُگھڑ سیانی تو ہو کے جانی۔ خراب کرتی ہو زندگانی
جوانی ہوتی تو ہے دوانی۔ مگر نہ یون شرم بھون کھا کر
نہ سُنیے باجی فسانۂ غم۔ دل و جگر ہین نشانۂ غم
یہی ہے ہردم ترانۂ غم ملادو پی کو کہین سے لا کر
کہان سے لائے گا دم موا وہ۔ بڑا ہی دسبازہے بُوا وہ
سراپا سُلفہ موا ہوا وہ۔ چرس نگوڑی اُڑا اُڑا کر

---

[1] لگانا بجھانا یا لگائی بجھائی کرنا لکھنؤ کا محاورہ ہے ۱۲۔

[2] دشمن کے گھر مین اکثر خاک پڑھوا کر ڈالی جاتی ہے ۱۲۔

ہوئے روبرو یا کہ دوبدو کی - نگوڑی سے بات آبرو کی

اُڑا کے دہلی مین لکھنؤ کی بگاڑ اکیا بنا بنا کر

یہ مُنھ کو ڈھک ڈھک کے رونا کیسا - یہ رُخ کا شکوہ منے ہونا کیسا

نہ ہونا تھا جو وہ ہونا کیسا - ہین کیون نہ مرجاؤن زہر کھا کر

یہ ریختی سے ہے پری ہے یا گل - زبان ہے باجی کہ مست بلبل

سرو رہین سنتے ہے ہار سنبل شمیم محسن اُڑا اُڑا کر

طرح صادق الاخبار ریواڑی - رکھنا سنبھل سنبھل کے قدم او خیال یار

ہے جو مکین خانۂ دل مین خیال یار	کیا کیا ملول کرتا ہے گو ہیان ملال یار
بے مثل و بے نظیر ہے بیگم جمال یار	رشک جمال یار مگر ہے کمال یار
زربفت چاہیے مجھے باجی نہ شال یار	مشتاق دید ہون مجھے بس ہے جمال یار
کیا کیا ہے رشک ہمکو شہیدان ناز پر	ہونا وصال مین بھی ہو اُنکو وصال یار
پکتی ہین روز گھر مین نگوڑی کی کھچڑیان	لگتی ہو خوب سوت ہی کی گھر مین دال یار
پھرے سنا سنا کے جماتی ہے رنگ وہ	کھاتی امیر جان ہے کیا کیا نہ مال یار
چالین ہماری گھات کی ہمسے اُڑا اُڑا	فقرے ہمین سناتی ہے کیا کیا چھنال یار
کانٹے بچھا دیے ہین چھنالون نے راہ مین	رکھنا سنبھل سنبھل کے قدم او خیال یار
صحبت مین چلبلی و الی نگوڑی کی اُف بُرا	ابتر سا ہوتا جاتا ہے ہر روز حال یار
بانکے سپاہی کالی سے وردی ہین ہین ملبوس	کیا خوشنما ہین چہرۂ موزون پہ خال یار

صادق الاخبار ریواڑی مین خاکسار محسن کی اکثر خامہ فرسائی ہوا کرتی تھی اور قریباً ہر ہفتہ ایک نہ ایک ریختی شائع ہوتی تھی - اور لطف یہ کہ اُسی طرح پر جو ایڈیٹر صاحب کی جانب سے اخبار مین دی جاتی تھی ۱۲ محسن

پھندے مین کس چھنال کی وہ ہین پھنسے ہوے — کہو تو تو واری شیخ جی تم آج فال یار

محسن نکا دردر کھتی ہون کنج مزار مین

مر کر بھی گوئیان جیتے نہ چھوٹا چنال یار

سینہ میں دل مین حسرت کمال گوہر ہون عاشق خستہ حال گوہر

ہوئی ہون غم سے نڈھال گوہر - دکھا دو گوئیان جمال گوہر

شکیون ہو رنج و ملال گوہر لٹا یا دل کا سامال گوہر

اٹھائے سو سو وبال گوہر ہوا لیکن وصال گوہر

حسین بھی ہین جوان بھی ہین - جبین پہ شاہی نشان بھی ہین

ادائین بانکی ہین آن بھی ہین - مین واری اُنکو نہ ٹال گوہر

نہ خاص کمرے مین لائے جاتے - کہین تو دم بھر کو چین پاتے

نہ شکوہ کرتے تو زہر کھاتے - پڑے ہوے وہ نہال گوہر

بٹھا تھا سو کا حصہ سب مین - سہتے جلتے استاد سارے سب مین

یہ نائکہ جی ہین بڑے سب مین - اُڑا دی دو سو کی شال گوہر

دیئے تھے راجہ نے ہاتھی گھوڑے - ہماری قسمت کی جوڑے توڑے

جلین جو دشمن ہو انگوڑے - کلیجہ لون گی نکال گوہر

سلہ مہاراجہ صاحب دتیا کے ولیعہد بہادر کی شادی کے موقعہ پر بی گوہرجان کلکتہ سے بلائی گئی تھین اور رخصتانہ آپ کو مہاراجہ صاحب کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ نقد، ایک ہاتھی کئی گھوڑے اور رتھین عطا ہوئی تھین - اندرون محل سے منجانب رانی صاحبان بھی ہزار ہا روپیہ کے زیورات و جواہرات عطا ہوئے تھے - بی گوہرجان کو اپنی تمام عمر مین کبھی ایسے حاتم سخاوت سے سابقہ پڑا تھا - لہذا وہ اس گران بہا عطیہ پر جسقدر فخر اور ناز کرتی بجا اور لازم تھا - بی عنقا بیگم نے بھی اس خوشی مین کچھ کم حصہ نہین لیا اور جھٹ اپنی گوئیان کو ایک ریختی لکھ کر بھیجدی - جو بقول راوی گوہرجان نے بھی پسند فرمائی تھی - ۱۲ محسن

بلا کے رنڈی کو روک لینگے - نہ کیا کیا پھبتی کی لوگ لینگے
وہ جوگ کیا معنی سوگ لینگے - بڑی ہے بیگم چھنال گوہر

اگر مصاحب پڑھا نہ دیتے لگا نہ دیتے - بجھا نہ دیتے
وہ اُلٹی گنگا بہا نہ دیتے - کھلا کے رنڈی کو مال گوہر

موئی نے پہلے کیا سکھا ڈپٹی - جو چھوٹا ڈپٹی تو جج سے پلٹی
کسی سے چپٹی کسی سے جھپٹی - بُرا ہے نیلم کا حال گوہر

بلائی بھڑوے نے پھر وہ رنڈی - زمانے بھر کا موا ہے ڈنڈی
میں جانتی گر کہ ہے پکھنڈی نہ رکھتی ڈاڑھی میں بال گوہر

اُڑا کر آڑا کر شراب جن کو - جگا جگا کر نگوڑے جن کو
دکھائے شب کے سمان جو دن کو - ہوئی میں قائل کمال گوہر

سخن کی دُلہن بہار پر ہے - بہار مضمون اُبھار پر ہے
کلام محسن نکھار پر ہے - غزل کی حسرت نکال گوہر

برطرح مشاعرہ علیگڈھ[1] - رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہوکر

ناچنا رنڈیوں کے سامنے ننگا ہوکر	زیب دیتا نہیں مرشد کو یہ آقا ہوکر
جائیگا شیخ نگوڑا بُوا سیدھا ہوکر	شوخیاں کرتا ہے مجھسے بُوا گُندا ہوکر
کری مغلانی کی بھی چھوکری سوا ہوکر	باز آتا نہیں دولہ میرا بوڑھا ہوکر
یہ رسیلا یہ رنگیلا - یہ چھیلا ہوکر	پُھلکی والی پہ موا مرتا ہے مرزا ہوکر

[1] علیگڈھ کے چلبلے نوجوانوں کا مشاعرہ بزرگان فن کا اجتماع - ظریفوں اور دل لگی بازوں کا ہجوم غرض سب کے اخیر میں یہ بھی پڑھی گئی تھی - جسنے محفل کا رنگ ہی بدل دیا - اسکے آگے ہم کچھ نہ کہینگے - ۱۲ محسن

جب سے کنجڑن کو کیا شیخ نے شیدا ہوکر
رہ گیا سوکھ کے اچور کا چھلکا ہوکر

جا کے ابو بابا کہو اس نبت بیدرد سے تم
جانا کاشانۂ لونڈی سے خدارا ہوکر

رات گلفام نے شیشے میں اُڑا دی ایسی
آ گئی سبز پری قاف سے مینا ہوکر

باجی سے منہ نہ لگایا تو نگوڑا کھسکا
نوج نکلے کوئی یوں بزم سے ہلکا ہوکر

یہی رونا ہے کہ خط بھی نہیں آیا آپا
اور بھی دن گئے دو چار مہینا ہوکر

باجی صاحب ہے گلستان میں تماشائے گلاب
آپ کے جسم سے ٹپکے وہ پسینا ہوکر

یار نے دی مجھے چلتی ہوئی چاندی کی گھڑی
آ گیا چال میں چلتا ہوا پرزا ہوکر

داغ لالہ جی نہیں دیتے یہ کیا کیا مجھکو
رشکِ گل گال تمھارے گلِ لالا ہوکر

ہم تو جوں کاکلِ پیچاں ہیں خمیدہ خود ہی
کیا کریگا کوئی بانکا مرا اینٹھیرا ہوکر

صحبتِ دخترِ رز میں جو موئے نے چھیڑا
گر پڑی گوہری مخمور سی گویا ہوکر

ہم سہہ ہیں جور و ستم اور چھنالوں پہ کرم
حیف صد حیف کہ کیا ہو گئے تم کیا ہوکر

دیکھتے ہی بوا بتائی دل کی حالت
اُنکی تصویر بھی مونس ہوئی گویا ہوکر

کیا کہوں کو کلا بیگم کی کہانی گوئیاں
پڑ گئی زاغ کے بس میں موئی عنقا ہوکر

بیکلی دور ہوا سے قبلۂ عالم جو کرو
کچھ علاجِ دلِ بیمار مسیحا ہوکر

نہ کیا سی بوا چھوڑونگی نہ اودا چھوڑوں
کیا کریگا وہ مرا نیلگوں پیلا ہوکر

کچھ نہیں شاعرِ گستاخ سے امیدِ وفا
لگتا محسن ہے مجھے زہر کی پڑیا ہوکر

طرح مشاعرۂ علیگڈھ[1] — لے جنوں ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر

[1] شاعرانِ شیریں طبع علیگڈھ کو سے کی ردیف کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا یہ مشاعرہ بھی اسی کی ردیف میں منعقد ہوا تھا اور بزمِ مشاعرہ بزمِ اندر کا سماں دکھا رہی تھی (محسن)

جون کلی وہ کھل گئین بخت سکندر دیکھکر
ساری باہر والیان آئینہ اندر دیکھکر
پھولے پھولے پرکا پنچھی شاخ گل پر دیکھکر
خاطر حسن گل تر آگے جاناہے عبث
کیا کہون کیون ہوگئی ہین کشتۂ تیر نگاہ
ہمنے جانا آگئین ہمجولی پردہ نشین
یا کلائی دیکھتے تھے یا دُلائی اوڑھ لی
روٹی کپڑے کو بھی اب بیگم ہوا محتاج ہے
ہتھی تھی یا کہ رخ مین دیکھا رُبت ہوگئی
اس طرح باجی نہ مانون ہیبت اپنی آنکھ سے
کیا کہون کیا کیا نہ مچلے آج لینے کے لیے
روٹی کپڑا دو اُسے گھر مین بھی رکھو سوت کو
اِسکو رکھا اُسکو چھوڑا ہے نگوڑا بیوفا

آپ کی تصویر کو آئینہ اندر دیکھکر
آئینہ خانے مین تجکو اسے سکندر دیکھکر
نامہ لایا ہوگا بن سبھی کبوتر دیکھکر
جانب بابیا[1] ہوا گل ہاے بکسر دیکھکر
رحم کی خو آپ مین مہر منور دیکھکر
سر سے پاتک زیر چادر تمکو گوہر دیکھکر
پاؤن پھیلانے لگے تیار بستر دیکھکر
آگئی تھی چال مین ڈپٹی کلکٹر دیکھکر
آپ کو مندر کے اندر شام سندر دیکھکر
لونڈی میتانے مین آئی انکو اکثر دیکھکر
وہ سنہری گوٹ والی اودی چادر دیکھکر
اب کہان جانے نگوڑی آپ کا در دیکھکر
چھوٹتے ہی اور کرلی مجھ سے بہتر دیکھکر

میری عنقا کا ہے باجی وہ کلام دلربا
مست ہو ہو جاتے ہین جبکو سخنور دیکھکر

طرح[2] - وہی جو لے گئے تشریف جانب کشمیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) منعقد ہوا تھا - اور بزم مشاعرہ بزم اندر کا سمان دکھا رہی تھی - احسن

[1] ایسا بی این ڈبلو - اور بکسر ای آئی ریلوے پر بمقابل سب دریاؤ تخ ہین اور بیدریا دونون مقامات ہین تھا کہ مصنف کو بدولت ریلوے ملازمت دونون سٹیشنون کے دیکھنے کا موقعہ حاصل ہوا تھا - احسن

[2] مصنف کی طبعزاد ریختی ہے ۱۲ احسن

کہان کا جوش نگوڑی ہوس ہے وا مشکل — دکھاتے ہین وہ عبث شوق پیری بے پیر

بہار آئی ہے تفریح کی کرو تدبیر — دکھا دو ہمکو بھی سرکار گلشن کشمیر

مجال کیا کہ حشم و پیچ سے ہوا نکلے — پڑی ہے شیخ کے پاؤن مین لت کی زنجیر

مصاحب انکو بتاتے ہین قبلہ حور ہین وہ — ہے بے نظیر نہین ہے نظیر جان کی نظیر

فدائے کسبی بدکار کی بلا جانے — کہ گھر کی بارہ دری مین ہے رشک حور اسیر

کبھی تو بندی سے دل کھل کے آنکھین چار کرو — نہ چار آنکھون مین اسکو کرو ذلیل و حقیر

اُنگھائی آتے ہی وہ گر پڑے سنبھل نہ سکے — خطائے خواب ہے گوئیان کسیکی کیا تقصیر

ہماری جانے بلا بھڑوے فوٹوگر کے کئے — اُتاری دل نے تصور مین یار کی تصویر

ہین ہاتھ جوڑتی ہون ہان جاؤ چھوڑ دو ہاتھ — نہ دیکھے کہین وہ دنا ٹکہ نگوڑی شریر

کسی کی دست درازی سے ہو گئی پاجی — خمیدہ کاکل پیچان کی مانگ کی تحریر

تمھارے ہی رخ روشن کے رعب سے دلہن — ستارے جھڑ گئے افشان کے ہو کے بے توقیر

ہین خط[1] کی سرخی مین بھی اے بوا ہمین بیرنگ — نگوڑی سوت کو آتی ہے نت نئی تحریر

تمھارے ساتھ ہمارے عدو ہوا کھائین — یہ بہکی بہکی ہین باتین کہ ہوش کی تقریر

بجھاتے ایک ہین دوسری لگاتے ہین — وہ سننے لگے ہین نگوڑے مصاحبان مشیر

بھڑونگی طاق کراؤن گی رتجگا بیگم
جو آئے خیر سے گھر مین وہ محسن دلگیر

ردیف ڑ

[1] خط کے لیے بیرنگ کیسا بامزہ و بارنگ واقع ہوا ہے اور کس طرح سرخی کو سفیدی ظاہر کر رہا ہے اسکا لطف باریک بینان سخن کے سوا دوسرا کب اٹھا سکتا ہے ۱۲ محسن

طرح - بدنام جیسے ہو گئیں اب انکا در نہ چھوڑ

بیگم حنا[1]

بیگم خدا را مان لے مرزا کا گھر نہ چھوڑ — مانا برا ہے راحت بر ہے وہ در نہ چھوڑ
بیٹھے بٹھائے مفت کا دُلہن تو شر نہ چھوڑ — بدنام جیسے ہو گئیں اب انکا در نہ چھوڑ
بس خیر اس میں ہے کہ نکلوا دو سوت کو — گھر میں ہمارے آ کے وہ در در نہ چھوڑ
شیشے میں بند کرتے ہیں صیاد پھانس کر — کہنا بھی مان دیکھ پری بال و پر نہ چھوڑ
کیونکر نگوڑی کہتی تھی لونڈا غریب ہے — سہل ہوئے جانا سوت کی سدھ کی سہ نہ چھوڑ
مسجد ادر پہ بھی صورت شیخ ٹپاک میاں — بے تر کیے تو زندگی کو اس ایر نہ چھوڑ
کہتا ہے کون شیخ کے گھر میں تو پڑ نہیں — کرتے تو شوق سے ہو آؤ مگر نہ چھوڑ
کالے کی بات ہو تو میں گیسو پہ وار دوں — ہیں گورے چٹے بانکی انھیں چھو کر نہ چھوڑ
کیا ڈر ہے فیض پانے کو درگاہ پر گئیں — اے شیخ اپنی یاسمنا اس بات پر نہ چھوڑ
کر بھی لے نانی جانی کی خاطر نواب کو — بیٹی تو خالہ اماں کی خاطر سے نہ چھوڑ
ڈر میرا لکھنؤ سے اب پیر ہو گیا — کر کر تی پڑا فی کو تو رب سے نہ چھوڑ
بے پھل تھی جب تلک وہ نگوڑی تو کل نہ تھی — اب لا دو مری ہو گئی ہے بار نہ چھوڑ
عاشق رسول کی ہوں مدینہ سوال ہے — تو ہند میں غریب کو اے داد گر نہ چھوڑ
کسبی نگوڑی اور بہو بیٹیوں کے بیچ — رکھ دور دور جا کے بلا سے اگر نہ چھوڑ

پتلا ہے گوئیاں ناز کا محرم ہے راز کا
محسن کو بھول کر بھی تو رشک قمر نہ چھوڑ

[1] مہ جبینان لکھنؤ کے خفیہ مشاعروں میں ایک مرتبہ یہ طرح ہوئی تھی - بدنام جیسے ہو گئیں اب انکا در نہ چھوڑ تو حنا بیگم نے خوب داد سخن دی اور ریختی اُس بزم دلربا کی یادگار ہے - ۱۲ محسن

ردیف ز

بطرح ظفر مرحوم۔ کرتے خوشی سے حرف حکایات چند روز

آیا کیے وہ پھر ملاقات چند روز
پر ہائے کہ سے ہو نہ سکی بات چند روز

کیا کیا ہوئے ہیں نہ اُنکی عنایات چند روز
کی جنسے ہم نے ترک ملاقات چند روز

فصل بہار کی بھی ہی اوقات چند روز
بلبل نہ پھول ہے یہ کرامات چند روز

ایسا رچھایا بزم میں نواب کو ہوا
کرتے رہے یہانکی حکایات چند روز

ممکن نہیں کہ سوت کا جھگڑا اٹھے کہیں
ٹل جائے اپنے سر سے وہ آفات چند روز

ہر چند ہو گیا ہوا قائل ہزار میں
باز آیا اس پہ بھی نہ وہ بدذات چند روز

شکر خدا کہ ایک بھی بھاری پڑی نہیں
لاتے تھے چار چار جو بہبات چند روز

مطلب یہ تھا کہ چال میں آجائے چھوکری
سمجھی نہ بات کی ہوا ہیں گھات چند روز

ساون ہے جھولے ڈال کے گاؤ سہیلیو
دو دن کا ابر ہے اندھی برسات چند روز

ہے چار دن کی زندگی۔ یہ بات پھر کہاں
کرلو ہوا جی حرف و حکایات چند روز

دیکھیں وفا کا جی میں ہے یا متاعی میں
لیں امتحان قبلہ حاجات چند روز

عنقا تمہاری آگئیں محسن سرور میں
اب تم بھی کردو بزم کو برخاست چند روز

ردیف س

سلہ دیکھ لکھنؤ کا شہر سراپا ساز و سرا ہے۔ اور خود یہانکے رہنے والونکو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے سب اپنے اپنے رنگ میں مست۔ اپنے دھنے اہلیاق میں مسرور اور اپنی اپنی جماعتوں کو جوہر طبع دکھانے میں مصروف ہیں سب نے اپنی اپنی الگ ٹولیاں قائم کر رکھی ہیں سب کے راز و مقاصد علحدہ ہیں۔ ایک جماعت دوسرے کی معاملات میں ہرگز دخل در معقولات نہیں ہوتی اور پرائی پھٹی میں پاؤں ڈالنا گناہ سمجھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہاں ہر روز عید اور ہر رات شب برات ہے۔ یہ وہ نور بختیاں ہیں جنکو [illegible]

طرح- نہ دیدہ دانستہ کہدو آئین ہمارے گیسو کے مار کے بس
پڑے نگوڑی چمار کے بس - بکمار کے بس - کہار کے بس
بجائے واحد ہزار کے بس - مگر نہ ہرجائی یار کے بس
جو انکو گوہر لگی نہ ہوتی - ہین گوئیان کیون ذرا شک کھوتی
کبھی نہ یون پھوٹ پھوٹ روتی - اگر ہین ہوتی چمار کے بس
نہ رُخ کی سرحد مین آپ جائین - نہ مار کالون کی آپ کھائین
نہ دیدہ دانستہ آپ آئین - ہمارے گیسو کے مار کے بس
اُڑی یہ جا جا کے دس مین بیگم - مرینگے کی ہوس ہین بیگم
نہین نشہ انکے بس مین بیگم - وہ ہین نگوڑے خمار کے بس
تھے پہلے بھی کچھ ضعیف قبلہ - ہوئے سوا اب نحیف قبلہ
ہو وین کیونکر خفیف قبلہ - پڑین اگر چار چار کے بس
ہوا تھا گوہر سے پھر جھڑاکا - ہے تام پار ابڑی لڑاکا
کوئی نہ بندہ ہوا خدا کا - ہوا یسی بے شرم نار کے بس
ہون نوج عیار یار ایسے - نگوڑے بھک منگے شیخ جیسے
نہ نکلے ڈولی کے چار پیسے - پڑی ظہورن کہار کے بس
نہ آئی چمپا کلی نہ بالا - ہے کب سے چمپت نگوڑا لالہ
ہمارا زیور کھٹائی[1] ڈالا - ہو نوج کوئی سُنار کے بس
کہو ہے کن مین شمار بیگم - بلائے جان ہے بہار بیگم

---

[1] زیور کھٹائی مین ڈالنے سے صاف ہوتا ہے مگر یہان اسکے برعکس معنی ہین ۱۲ محسن

ہین شانہ آئینہ یار بیگم - ہے مانگ چوٹی سنگار کے بس

فدا جو ہم اُس سوار پر ہین - تو خالہ وہ کب قرار پر ہین

فدا وہ پھولون کے ہار پر ہین - ہین ریش انور کے خار کے بس

ہے عنقا بیگم حیا کی بندی - ہے اسپہ محسن بلا کی بندی

ہو نوج کوئی خدا کی بندی - تمھارے جیسے نگار کے بس

ردیف ش

لگی[1] ہے تن کے چمن مین باجی یہ کس شمعرو کی پیاری آتش

وہ سُلگی رہ رہ کے ہجر کی شب بجی مین ساری کی ساری آتش

وہ اُٹھتا جوبن چڑھی جوانی - ہوئی وہ مستانی اور دوانی

بلا کے جوشون پہ ہے بیٹھانی غضب کی رکھتی ہے ناری آتش

ہزار پانی پڑے جو اُس پر - وہ ہوتی جائے گی تیز اور تر

بجھائے کسی نگوڑی آکر - تمھاری آتش - تمھاری آتش

ہے دل مین اس درجہ خنکی گوئیان کسی نے کی لاکھ گرمی گوئیان

نہ سُلگی گوئیان نہ سُلگی گوئیان - ہماری آتش - ہماری آتش

چڑھی حرارت جو کھا کے انڈے - بلا یا کسی کو کر کے گنڈے

لگا کے تن من ہوے جو ٹھنڈے تو مرزا جی کی سدھاری آتش

بہت ہی رکھنا چھپا کے دل کو - بچا کے دل کو - بچا کے دل کو

[1] بی عنقا بیگم صاحبہ تخلص بہ عنقا کی آتش بیانی اور دلسوزی کی داستان ہے جس سے سراسر شعلے اور شرارے ٹپک رہے ہین - کب - کہان اور کس موقعہ پر یہ آگ لگی تھی - اسکا حال عنقا اور اُسکے جلیسون کے سوا اور کوئی نہین جانتا - محسن

لگا کے دل کو۔ لگا کے دل کو۔ نہ گھر مین گوئیان لگا رہی آتش

ہے دل کی حسرت بھی آگ گوہر۔ سُلگتی رہتی ہے دل کے اندر

بھڑکنا اسکا نہین ہے بہتر۔ بجھا رہی آتش۔ بجھا رہی آتش

ہے عنقا بیگم غبار دل مین نگوڑا کیا کیا بخار دل مین

ہے رشک برق و شرار دل مین۔ یہ آہ اپنی دولاری آتش

ردیف ص

وہ کرتے خاک ہین مجھ دلفگار سے اخلاص
بوا وہ ہوتے ہین کچھ اور پیار سے اخلاص

بُرائی کیا ہے جو بیگم نے سیر کو چاہا
ہمیشہ یار ہی کرتے ہین یار سے اخلاص

ملین خلوص دلی سے اگر ہمین باجی
بلا سے کرتے پھرین وہ ہزار سے اخلاص

نگر نہ تم سے ہو صاحب کہ تم ہو چکنے گھڑے
ہزار درجہ ہے بہتر کمھار سے اخلاص

لُنڈھا۔ لُنڈھا کے جو لیٹے تو پھر نہ لی کروٹ
شراب سے اُنھین اُلفت خمار سے اخلاص

خزان مین کوستی ہے اُسکی جان کو بلبل
ہے چار دن کا نگوڑی بہار سے اخلاص

جنھین ہین موے دین جو چار۔ چار کو دل
ہے بہنا ایک سے مشکل ہے چار سے اخلاص

نہ چومتے میان گھنٹون بوا جی بلبل وار
اگر نہ رکھتے وہ پھولونکے ہار سے اخلاص

گئی نہ عنقا بوا۔ اُف کدورت محسن

نگوڑا رکھتا ہے لیکن غبار سے اخلاص

ردیف ض

طرح۔ آئے موئے پلید کو ایسی قضا کو کیا غرض

---

[1] مصنف کی طبعزاد ریختی ہے اور لکھنؤ مین تصنیف ہوئی تھی۔ کب اور کس موقعہ پر یہ نہ پوچھیے۔ ۱۲ محسن

آئے جو تار موت کے ماؤ ںشا کو کیا غرض   جا مرن جو گھر مین سوتے میری بلا کو کیا غرض

بندی ہوئی علیل ہے۔ خرچ رہا قلیل ہے   یار مو ا بخیل ہے۔ اُسکی بلا کو کیا غرض

شکوہ نہین رقیب کا۔ لکھا تھا و نصیب کا   مونس جو ہو غریب کا۔ ماہ لقا کو کیا غرض

جوڑا نہ بھیجا عید کو۔ دیکھ لیا یزید کو   آئے موے پلید کو۔ ایسی قضا کو کیا غرض

بادۂ تند خو بھی ہو۔ ساقی بھی ہو سبو بھی ہو   دامن مشکبو بھی ہو۔ باد صبا کو کیا غرض

میرے وہ حال زار کی۔ کردے خبر جو یار کی   لائے خبر وہ یار کی۔ ایسی ہوا کو کیا غرض

محسن[1] خوش کلام ہے شاعرونکا غلام ہے
عنقا پری سے رام ہو۔ اُسکی بلا کو کیا غرض

ردیف ط

بہار جانفزا ہے یار کا خط   بنا تار نظر رخسار کا خط

ہوا پارہ دل خود کار کا خط   نہ آیا پر بُوا خونخوار کا خط

سرور آرا نہین رخسار کا خط   پڑھا جاتا نہین میخوار کا خط

کسی کٹنی کی بدکاری کا شر ہے   شرارت سے ہے پُر بدکار کا خط

بہا دل خون ہو ہو کر نہ آیا   مہینا ہو گیا سرکار کا خط

بگاڑا نقش الفت بدگہر نے   دکھا کر گوہر مردار کا خط

ہوا صد حیف ہی پیارے نے مجھکو   نہ لکھا ایک دن بھی پیار کا خط

ہو خوشخبری تجھے اے بلبل دل   صبا لائی گل گلزار کا خط

[1] گستاخ مشاعرون کی اور ایک کم سن شوخ و شنگ کی روح رواں ہے جسنے اسکو اسقدر خوش الحانی سے ادا کیا تھا کہ سیان تان سین کی روح بھی اسپر رجعت کرتی ہوگی۔ ۱۲ محسن

بتا دیتے ہین سرخی دیکھکر ہم
کہ ہے کیسی بد کار کا خط

اُڑا یا تیر سا شوق نظر نے
کسی کے طالب دیدار کا خط

چڑھا بیگم کو ایسا پیار کا جن
گری وہ دیکھتے ہی یار کا خط

ہوا انکار ہین اقرار کیسا
خط تقدیر[1] ہے انکار کا خط

دکھائی کیون نہ بیگم سبکو باجی
جو ہوتا طالع بیدار کا خط

ابھی شکوہ نہ کر پائی تھی عنقا
کہ لایا ڈاکیہ سرکار کا خط

ردیف ظ

مصرع طرح - کرینگے آپ وہ مشکل کشا دعا کا لحاظ

کریگا خاک موا بیوفا ۔ وفا کا لحاظ
نہ بوڑھی امان کی جسکو ہوا التجا[2] کا لحاظ

نہ جس بشر کے ہو دل مین بوا خدا کا لحاظ
کریگا خاک نگوڑا انکا حستا کا لحاظ

کوئی تو بات سنے دولہ مین شرم کی باجی
جو کرتے رات کو دُلہن سے ہین بلا کا لحاظ

بناؤ تم بھلی موے کو بگاڑ کر بیگم
کرو نہ کچھ بت شرم - بے حیا کا لحاظ

نہ ڈالون خاک موے پر تو کیا کرون باجی
کیا نہ خاک نگوڑے نے خاکپا کا لحاظ

کریگا خاک موا آنکھ اور ناک کی شرم
نہ جسکی آنکھ مین مطلق ہو ماشما کا لحاظ

وفا کی خاک ہو امید اُس ستمگر سے
کہ جسکی خاک مین مخلوط ہو جفا کا لحاظ

[1] خط انکار کو خط تقدیر ثابت کرنا عنقا ہی کا کام ہے ۔ ۱۲ [2] التجا کا لحاظ غور طلب ہے ۔ ۱۲ محسن

نوٹ جن خاص ریختیون کی جاے تصنیف یا مزید کیفیت حاشیون مین درج نہ ہوا اُنکو لکھنؤ کے اُن پراویٹ و پُر اسرار مشاعرون کی جان سمجھنا چاہیے جنکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین ۔ آیندہ ہم لکھنؤ کی ہر ایک بیگمی کی پوری داستان بیان کرنے سے معذور ہین ۔ جسکے لیے علٰحدہ کتاب کی ضرورت ہے ۔ ۱۲ محسن

نہ چھوڑو دامن شیر خدا بوا عفقا
کرینگے[۱] آپ وہ مشکل کشا دعا کا لحاظ

ایضاً طرح - اس بات کا لحاظ نہ اُس بات کا لحاظ

رنڈی نگوڑی کی ہے فقط گھات کا لحاظ — دن کا لحاظ ہے نہ انھیں رات کا لحاظ

ہیں چلتے پرزے کرتے ہیں ہر بات کا لحاظ — حرکات[۲] کی بھی فکر ہے سکنات کا لحاظ

ادنیٰ باجی کوئی نوج کرے ایسے فعل کو — تعویذ گنڈے سحر و کرامات کا لحاظ

پینے میں فصل گل کی رعایت بھی ہو بوا — ٹھنڈی ہوا کا موسم برسات کا لحاظ

حاجت روائی کرتے ہی کیسی ہوئی روٹ — رکھا[۳] روا نہ قبلۂ حاجات کا لحاظ

کہتا ہے کون آپ مناہی نہ لائیے — پر ہو حضور سب سے مساوات کا لحاظ

مانا کہ پردہ دوائی سے کچھ بات ہی نہیں — کیوں بات بات پر ہو مسمات کا لحاظ

کرلو صفائی باجی کہ دولہ ہیں بے خطا — کرتے نہیں عدو کی روایات کا لحاظ

افسوس تو یہی ہے کہ عفقا بوا نہیں
محسن نگوڑے مارے کو کچھ بات کا لحاظ

ردیف ع

پھر باجی جان بھڑوے نے جھگڑا کیا شروع — میں چاہتی تھی ختم ہو۔ اُلٹا ہوا شروع

حسنِ شباب یار کا چھٹنا ہوا شروع — گویاں غضب کہ ہو گیا فتنہ نیا شروع

[۱] ضرور کرینگے - ۱۲ [۲] حرکات کی فکر اور سکنات کا لحاظ عفقا کی ایجاد ہے۔ اگر غور فرمائیے تو دریا ایک چھوٹے سے کوزے میں دکھائی دیگا - ۱۲ [۳] روانے بروائی میں جان وال دی ہے - اسپر قبلہ حاجات کا لحاظ - سخت یاس ظاہر کر رہا ہے جسکے لیے قبلۂ عالم قابل ہمدردی ہیں - ۱۲ محسن

انکو یہ خبط مجھ سے ہوا آغازِ داستان
مین اس خیال مین کہ کرین دلربا شروع

مانا کہ ہمنے سوت کو کروادیا حقیر
یہ تو بتاؤ کسنے یہ جھگڑا کیا شروع

دولہ کی تاک جھانک نے بیگم جھکا دیا
جا جا کے چوک کردیا پھر جھانکنا شروع

انجام جب بخیر ہو تب جانون خیر ہے
دہلا رہے ہے دل کو موئی بات کا شروع

ہمکو یہ چھیڑو کہدیا رو روکے ورنہ ہم
کردین گے دو نہ یاد رہے کوسنا شروع

پھر شیخ جی[1] نے پاؤن نکالے ہین پیٹ سے
پھر وہ شرارتین موا کرنے لگا شروع

کیا جانئے آگے چل کے وہ بھڑوا کریگا کیا
اچھا نہین نگوڑے کا جب ہی ہوا شروع

کیونکہ یہ نورِ حُسن سے ہو چودھوین کا چاند
دُلہن کا چودھوان ہوا۔ نامِ خدا شروع

محسن نہین وہ فتنۂ خوابیدہ ہے ہُوا
مجکو یہ ڈر ہے حشر نہ کردے موا شروع

ردیف غ

مصرع طرح ظفر مرحوم۔ چاہیے نے شمع مجکو نے سرِ مدفن چراغ

جائۂ دل مین کیا ہے عشق سے نہ روشن چراغ
چاہیے نے شمع مجکو نے سرِ مدفن چراغ

گرمیٔ جوشِ ستم نے کردیا تن مین چراغ
بنگیا ہر ایک گویا ن رشتۂ دامن چراغ

بس اسی غم مین ہمارا کنجِ دل تاریک ہے
وہ نہین بھڑوا جلانے کا سرِ مدفن چراغ

[1] یعنی دلربا داستان شروع کرین۔۱۲ [2] پاؤن پیٹ سے نکالنا شوخی بیجا کا مترادف ہے۔۱۲ محسن

دولہ بھائی گر پڑین۔ ٹھوکر لگے یا چوٹ آئے

کیون نہین رکھتی ہو دلہن تم پسِ چلمن چراغ

گل پڑے ہین دم نہین دمساز بھی سلفہ ہوئے

آج گل ہین شام ہی سے کیون ہوا سا قن چراغ

پہنے جو ایسیلے پن سے رات اُسنے ہار - پھول

گوہرِ شبنم سے گل کا بنگیا جوبن چراغ

کیون نہ اس دھگڑے کی باتون پر اری جل جل مرون

تیل تو گھر مین نہین اور کہتا ہے کرزن[1] چراغ

بدمزہ کیونکر نہ ہو چکنائی سالن مین نہین

کہیے تو کیونکر جلائے بندی سیلے روغن چراغ

کرکے ترکون سے تجارت بنگئی کان گھر

روغنِ اسلام سے ہے دولت جرمن چراغ

بدگمانی دیکھنا مین جو گئی بیت الخلا

پیچھے پیچھے آگیا لیکر موا بدظن چراغ

آج وہ ہیرے کے تکمے جب لگائے آپ نے

بنگئی نواب صاحب ہو بہو اچکن چراغ

نوج ہو عیار ایسا دن دھاڑے لوٹ ہے

---

[1] کرزن چراغ۔ اور کرزن چراغ کیا اچھا واقع ہوا ہے۔ یہ ریختی لارڈ کرزن صاحب کے زمانہ مین جب وہ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے تصنیف ہوئی تھی۔ ۱۲ محسن

دل[1] جڑ الیتا ہے رکھکر ہاتھ پر۔ پُر فن چراغ
تمنے جب ڈالے گہر اُسمین شب تاریک مین
بنگیا محسن ہمارا گوشۂ دامن چراغ

ردیف ف

بطرح سوز مرحوم۔ زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف

جسقدر کوشش ہوئی سب ہوگئی بیکار حیف
یار سے مطلق نہ چھوٹی کسبی بدکار حیف

اُف[2] یہ ساون کی جھڑی یہ بادۂ گلنار حیف
ساتھ پی پی کر نہ جھولین آج بھی سرکار حیف

ایک کو نوکر رکھایا۔ ایک کو چھڑوا دیا
ہین مصاحب اُنکے گُنڈے منھ لگے مردار حیف

ایسے بے سُر ہوگئے اُستاد جی گت بنگئی
سامنے رنڈی کے وہ ہوہو گئے بے تار حیف

بیسوا کے گھر اُڑا دی گھر کی پچھوائی ہوئی
کر دیا کسبی نگوڑی نے اُنھین میخوار حیف

تلخ کردی زندگی۔ راحت گئی وحشت بڑھی
جیتے جی ہے موت ہمکو سوت کا آزار حیف

کیا بُرائی ہے اگر گوہر[3] پوار کھ لو اُنھین
کب سے پھرتے ہین نگوڑے شیخ جی بیکار حیف

زرد کیون پڑ پڑ نہ جاؤن دی ہے سوکن نے اُنھین
وہ کپاسی رنگ والی ریشمی دستار حیف

ہم بسر کرتے ہین عنقا جنکے سایہ کے تلے
کیون نہین سنتے ہماری وہ علم بردار حیف

[1] چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اس مضمونکو عنقا بیگم نے شعر ہذا مین کس خوبصورتی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ ۱۲ محسن
[2] ایسے اشعار جنمین بادۂ گلنار یا حریفان میخوار یا ساقی سرشار کا مضمون ہو۔ ہمیشہ شاہدان بازاری سے منسوب کرنا چاہیے۔ ۱۲ محسن
[3] کلکتے والی گوہر۔ لکھنؤ والی گوہر۔ بریلی والی گوہر۔ بنارس والی گوہر الغرض آجکل ہر شہر مین وہ تین گوہر جانین موجود ہین۔ جو بہار گہرہاے آبدار لٹا رہی ہین۔ مصنف کا روے سخن کسی خاص گوہر جان کی طرف نہین۔ ۱۲ محسن

ردیف ق

طرح - کیون رقیبون مین نہ جائے تیرا کٹ کٹ عاشق

ہے تمنا کہ پکڑ کر تیری چوکھٹ عاشق
درد دل آج سنائے یہین رٹ رٹ عاشق

اچھی ہوتی نہین ہر وقت لگاوٹ عاشق
پردۂ عشق نہ جائے کہین پھٹ وٹ عاشق

موہنی ہے تری صورت مین سراسر بیگم
گھورتے ہین تمھین کر کر کے سجاوٹ عاشق

کیون تعجب ہو-ادی چھوڑ ریہی سی دُلہن
کسبیون سے موے کرتے ہین لگاوٹ عاشق

آئینہ خانے مین آجاتے ہین کس شوق کیساتھ
پاتے ہی شانہ و آئینہ کی آہٹ عاشق

لے اجل تو ہی بتا گر شب فرقت آئے
چین پائین کسی پہلو-کسی کروٹ عاشق

ہے رنگیلی تیرا بوڑھا میان اللہ کی عطا
پوپلے منھ کا خمیدہ موا کھوسٹ عاشق

اپنی خواہش موے کر لیتے ہین ہر سو پوری
کھول لیتے ہین کسی طرز سے گھونگھٹ عاشق

دیکھو ہٹ دھرمی تو اُنکی نہ ہٹے پر نہ ہٹے
ہوا ہر چند مین رٹتی رہی ہٹ ہٹ عاشق

کہنا دُلہن کا میان مان لو چھوڑو کسبی
اپنے معشوق سے اچھی نہین کٹ پٹ عاشق

مست کر کر دیا جو زلف معنبر نے اُنھین
رات بھر چوما کیے کھول کے لٹ لٹ عاشق

موے بہروپیے ہین رنگ بدلتے ہین نئے
باجی واللہ کہ ہین ہو بہو گرگٹ عاشق

چاندنی شب مین اُڑائین گل و گجرے کی بہار
کہدو بچھوائین لب بام چھپر کھٹ عاشق

تم سر بزم اگر پیچ لڑاؤ بیگم
کیون رقیبون مین نہ جائے موا کٹ کٹ[۱] عاشق

اب تو بکن بوا کر دو موے کا دو دو بال
بنگیا بال کی صورت ترا گھٹ گھٹ عاشق

---

[۱] کٹ جانا یا کٹ کٹ جانا جھینپنے یا شرمندہ ہونے کو کہتے ہین - پیچ لڑانے کی حالت مین بھی ایک طرف کو کٹ جانا پڑتا ہے ۱۲ محسن

نام محسن ہے ہوا عرف ہی عنقا بیگم
سے ہے نئی طرز کا چلتا ہوا منہ پھٹ عاشق

ردیف ک

بطرح جانصاحب مرحوم۔ رہیگی دولہے رو زصحبت کرینگی دلہن حجاب کب تک

چمن مین جا جا کے رنڈیون کو پلاؤ گے یون شراب کب تک
کباب کھا کھا کے سوت[1] کے تم کروگے ہمکو کباب کب تک

ابھی وہ بالا نہ لاؤ گے تم۔ یہ ٹالا کب تک بتاؤ گے تم
کبھی تو کمرے پہ آؤ گے تم۔ کروگے لالہ حجاب کب تک

موے نے میری نہ ایک مانی۔ وہی ہے گو ہر پہ مہربانی
خدا ہی جانے کہ مجھپہ جانی۔ رہیگا اب یہ عتاب کب تک

ہوئی عدم کی ہوا تیاری۔ یہ صاف کہتی ہے بیقراری
کرون کہانتک مین آہ و زاری وہ لکھین خط کا جواب کب تک

ہوئی ہو اُس دن سے انکو نفرت۔ بڑھائی رنڈی سے جب سے الفت
یہی ہے گوئیان مجھے بھی حیرت۔ رہونگی زیر عتاب کب تک

ظہور پیری کریگی صاحب۔ کوئی نہ یون پھر مرے گی صاحب
جوانی کب تک رہیگی صاحب۔ رہیگا دور شباب کب تک

وہ سبزی منڈی مین ہے جو رنڈی۔ موئی کو دیدی ہے سو کی ہنڈی
رقم ہو سو سو کی یون جو ٹھنڈی۔ چلے گا گھر کا حساب کب تک

[1] سوت کے کباب کھانا غور طلب مضمون ہے۔ ۱۲ محسن

موا نشہ مین یہ بیخبر ہے۔ ہین پاؤن پٹی پہ نیچے سر ہے
نہ روئی کپڑا نہ گھر نہ در ہے۔ پھرو ن مین دربدر خراب کب تک

اسی سے گھل گھل گئی ہے بیگم۔ ہے ننھی سی جان کو وہ ساغم
نگوڑی کیسی یہ قبلہ عالم۔ رہینگے شیدا جناب کب تک

ہین شہرے باجی ہماری گت کے۔ حکبت شرارت حکپت چپت کے
یہ راگ سن سن نئی گھڑت کے۔ نہ لینگے کروٹ نواب کب تک

لگا کے پھولو نہ جنگلہ دولہ کوئی بنا سٹے[1] نہ کنگلہ دولہ
ہے نقش برآب بنگلہ دولہ۔ رہے گا مثل حباب کب تک

اُتار سر سے کلاہ تتری۔ پڑھین جو آل نبیؐ کی بہتری
بنے بوا جی نہ سر کی چھتری۔ وہ سایۂ بوتراب کب تک

چلے گی پیری مین کچھ نہ بڑبڑ۔ نکال دین گی چھنالین لڑ لڑ
گرینگے آخر موے وہ جھبر جھبڑ۔ کروگے مرزا خضاب کب تک

ہین رقیبون سے وہ بھی کچھ کم۔ یہ قسمین کھا کھا کے کہتے ہین ہم
تمھارے محسن سے عنقا بیگم۔ نہ ہونگے وہ لاجواب کب تک

ردیف گ

طرح۔ کیا کیا بھری بلا کی ہے اُس گل بدن مین آگ

اشنان کے بہانے سے اوئی لبیی زن مین آگ
دیکھو تو جل کہی نہین کمل اور دہن مین آگ

اللہ کرے لگے بو اگنگ وجمن مین آگ
لگتی ہے اُنکی باتون سے میرے بدن مین آگ

---

[1] بٹانا۔ دل لگی کرنے یا مذاق کرنے کو کہتے ہین۔ ۱۲ محسن

پھر میرے سامنے وہی چھل بل کی بات ہے
رہ تو سہی لگاؤں ترے بانکپن میں آگ

چل چل کے چالیں سوتِ چاندی کیا چلن
ہو خاک ایسی چال پہ ایسے چلن میں آگ

چھوڑا جب آشیانے کو۔ گل کو بہار کو
بلبل کی پھر بلا سے جو پھوٹے چمن میں آگ

عُرفی بجائی شام کو جب بن میں شام نے
اے چمپا جان لگ گئی بندرا کے بن میں آگ

گرمی سے شوخیوں کی کہ شعلہ شباب کے
کیا کیا بھری بلا کی ہے اُس گلبدن میں آگ

الفت میں رشکِ مہر کے ساتھ خبر نہیں
یا جی شعلۂ مہر ہے۔ یا ہے کرن میں آگ

یاقوت کے بٹن ہیں کہ جگنو جڑے ہوئے
یا لگ گئی ہے کوٹ کے دامن میں آگ

بھبکی ہو جلنے کی دیر کہ گشتہ کیا سنے
ہے خاک سیم سے بھی سوا سیم تن میں آگ

بدلی ہے آب[1] و خاک نے مضمونکی ہوا
محسن تمہارا حصہ ہے شعر و سخن میں آگ

ردیف ل

نہ پوچھو مردہ دل سے کیا ہوا دل
کسی مردے کے بس میں ہو نہ وا دل

نہیں دیکھا گیا اُن سے گرا دل
گرے غش کھا کے وہ گر کر پڑا دل

کسی پردہ نشین پر آگیا دل
چھپایا اس لیے ہم نے ہوا دل

نہ کرنا بات تک اُن سے بھلا دل
اگر ہے پاس تمکو بات کا دل

کسی کے ساتھ چلنے کو سفر میں
ہوا کیا کیا مرا مچلا کیا دل

کھلانا چیل کو دل کا ہے بہتر
نہ دینا شیخ جی کو۔ کو کُلّا دل

[1] آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ یہ چاروں عناصر مقطع میں جمع ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ آیا وہ مناسب طور پر [illegible] ہیں یا غیر مناسب۔ اسکا فیصلہ اہل سخن فہم کی بارگاہ سے تعلق رکھتا ہے [illegible]

کسی کا چلبلا - تیکھا - انوکھا	کسی کا بھولا - بھالا لاڈلا دل
ہوئی بیخود شرابی یاد آیا	اری لیتا ہوا گو ہر چلا دل
نہ اُنکی چال کے چکر مین آوے	کوئی لادو ہوا چلتا ہوا دل
کوئی تو بات ہے جو گر پڑا وہ	مسیحا سے نہین سنبھلا گیا دل

جلا کر خاک کر ڈالے تو اچھا
نہ دے محسن نگوڑے کو ہوا دل

ردیف م

طرح - نہ آئی گر وہ نگوڑ ماری تو دیکھا کرتے تھے خواب مین ہم

نہ ہم پیالہ شراب مین ہم - نہ ہم نوالہ کباب مین ہم
ہین پیاری گوئیان عتاب مین ہم - عذاب مین ہم عذاب مین ہم
شراب مین وہ حجاب مین ہم - شباب مین وہ شباب مین ہم
تھے دونو حیران حساب مین ہم - سوال مین وہ جواب مین ہم
ہر نے اڑاتے ہین بالا بالا - ہے کتنا لالہ کتاب والا
بتاتے ہمکو نہ ٹالا بالا جو ہوتے کچھ بھی حساب مین ہم
نظیر ہوئی اگر نہ پیاری - تو ہم بھی ہوتے نہ اُسپہ واری
نہ آئی گر وہ نگوڑ ماری تو دیکھا کرتے تھے خواب مین ہم
جو حُسن گو ہر نکھار پر ہے - تو بندی بیٹے ڈھبا اُبھار پر ہے

لہ مسیحا سے دل کا نہ سنبھلا جانا تعجب ہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معمولی یا مصنوعی مسیحا ہونگے - ۱۲ محسن
سلہ عنقا بیگم کے اس عذاب سے ہم بھی ہمدردی ظاہر کرتے ہین - واللہ کیا عذاب ہے - ۱۲ محسن

اگر وہ موتی بہار پر ہے۔ ہین رشک دُر[1]۔ آب و تاب مین ہم

بلا سے اب کچھ ہو یا کہ جب کچھ سُنا کرینگے حضور سب کچھ

نہ اس سے آگے کہینگے اب کچھ۔ ہتھا ہی لونڈی کے باب مین ہم

نہ جھوٹ بولینگے چار مین ہم۔ ہین دونون یکتا ہزار مین ہم

ہین برق طبلے ستار ہین وہ ہین آندھی پانی رباب مین ہم

نہ بھول جانا بجا کے عنقا۔ ہم آئینگے دس بجا کے عنقا

نہ چھوڑنا گھر بلا کے عنقا۔ جو آ بھی جائین شتاب مین ہم

ردیف نون

طرح۔ میری نظرون مین وہ منظور ہوئی بیٹھے ہین

پھبتین کھا کھا کے بوا چور ہوئی بیٹھے ہین
آج وہ سوت سے مغرور ہوئی بیٹھے ہین

ہم وہ بے بس ہین کہ مجبور ہوئی بیٹھے ہین
رنڈی بر ہین لیے وہ دور ہوئی بیٹھے ہین

نوج ایسونکے کئے ناکہ اتّان جاؤن
جو شرابین پیے مخمور ہوئے بیٹھے ہین

پونچھو نواب کا جوبن ہے بوا رشک پری
آج بن ٹھن کے مگر چور ہوئی بیٹھے ہین

رنڈی بازی مین کیا نام ہین ننگے ایسے
ہو کے بدنام وہ مشہور ہوئی بیٹھے ہین

چلنی کر دینگے بدن آج نہ بولو اُنسے
سر بسر خانۂ زنبور ہوئے بیٹھے ہین

دیکھ لینے دے اری گویان نظر بھر انکو
میری نظرون مین وہ منظور ہوئی بیٹھے ہین

گز می عشق جو نکلی ہوے ٹھنڈے مرزا
میری صورت سے بھی کافور ہوئی بیٹھے ہین

[1] گوہر اور رشک دُر۔ واہ بی عنقا بہا لضا حسب کیا کہنا ہے ہم سمجھ گئے۔ گویا آپ گوہر جان سے بھی آب و تاب مین کہین زیادہ ہین۔ ۱۲ محسن

جانے کیا گھول کے کسی نے پلایا انکو	نشے ہی کھل گئے رنجور رہو بیٹھے ہین
بھول کر عشق کا ہم نام نہ لینگے گویان	رنج و غم ایسے سہے چور ہو بیٹھے ہین

نہین محسن جو اثر و یاس تو اس سے ہین سوا
دل مین تو رہتے ہین گو دور ہو بیٹھے ہین

بطرح مرزا اسد[1] مرحوم - عدم کی جانب تمھارے عاشق جہان سے اب سدھارتے ہین
ہین فعلون سے اپنے نادم - جو وہ اب قول ہارتے ہین
نہ ہوگی حرکت مکرر ایسی وہ ہاتھ سر پر ہاتھ مارتے ہین
بلائے جان ہین تمھارے کاکل - وہ زلفین پر پیچ رشک سنبل
تمھین تو ہو یا چھی عنبر بتنگ - تمھین کو اسیر پکارتے ہین
وہ اب شرارت سے باز ہین کچھ - عجب یہ راز و نیاز ہین کچھ
یہی تو سربستہ راز ہین کچھ - نہین جو دل سے[2] اتارتے ہین
بھلا دی تمنے ہماری چاہت - ابھی یہ ہو اپنی اپنی قسمت
نہین سہی تمکو جو ہے الفت - تو لیجئے ہم سدھارتے ہین
اجل سے دامن ہے چاک انکا - ہے چند روزہ تپاک انکا
نتیجہ آخر ہے خاک انکا - جو شیخ حسن مارتے ہین
مصاحب انکے ہین گرد گھیرے - بجاتے طبلہ ہین اور بٹیرے
یہی لگوڑے اٹھائی گیرے - پڑے انھین سب ابھارتے ہین

[1] اسد مرحوم کی یہ کیسی پیاری طرح ہے - عدم کی جانب تمھارے عاشق جہان سے اب سدھارتے ہین - ۱۲ محسن

[2] حق ہے بیگم صاحب - جب تک رشتہ نہین لگا رکھتے تو ضرور انکو اپنا معشوق جانتے ہو تو اسکے متعلق راز نہین سمجھتے - ۱۲ محسن

خدا ہی ان ماروں سے بچائے - ڈستے ہیں گورے کو جان کے لالے

لگاتے ہیں اُسکے پیچھے کالے - یہ زلفیں جب ہم سنوارتے ہیں

نہیں جنھیں پنجتن سے الفت - بھری سراسر ہے اُنمیں بدعت

نہ ہوگی اُنکی کبھی شفاعت - کہو تو ہم شرط ہارتے ہیں

یہ کسکی الفت نے مارا ہمکو - بتاؤ باجی حسن دارا ہمکو

ملا وہ پیارا ہمارا ہمکو - کہ جسکو محسن پکارتے ہیں

طرح - ظاہر میں کہیں رہتے ہیں باطن میں کہیں ہیں

دل تو کہیں پھرتا ہے یہ اپنے تئیں کہاں ہیں / دنیا میں ہم ایسے ہوئے گویا کہ نہیں ہیں

کیا کیا کہوں فتنے لئے پھرتے ہو دل کی بہو / باتکے ہیں رنگیلے ہیں رسیلے ہیں حسین ہیں

دو دن کی جوانی پہ یہ اتراؤ میاں تم / تم سے کہیں بڑھ چڑھ کے حسین زیر زمین ہیں

کس سلہ خانگی سے لڑکے بگڑ رہا ہے چہرہ / کیوں پھولے ہوئے گال ہیں کیوں چیں بجبیں ہیں

کیوں کرتے ہیں جو چھیکے کی دھن میں پڑا تھا / بیگم سے نہیں شیخ جی گر یہ سرگیں ہیں

کیوں صاف نہیں کہتی ہو کچھ شیخ کی ہیں / بے فائدہ جھنپنا یہ چیں ان اور چنیں ہیں

غیروں سے لڑائی ہے جو ستاتیاں آنکھیں / دو فوج ہوئے بیٹیاں یا پردہ نشیں ہیں

چھوڑا نہ کہیں ساتھ ہوا پھر فلک سے / جس جا پہ گئے ہم یہ وفادار وہیں ہیں

محسن کو صلا خلد ہو صدقہ میں اُنہیں کے

شاہ نجف جو سب اسلام کو جو حافظ دین ہیں

سلہ آج ضرور کسی خانگی سے لڑ کر آئے ہیں ورنہ بیگم صاحب ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت یوں گال پھلا کر اور تیوری پہ بل ڈالا کبھی نہ تھا - تیوری پر بل ڈالنا عادت ہے - ۱۲ محسن سلہ ہرگز نہیں ہے ۱۲

بر طرح صادق الاخبار ریواڑی ۔ ستّا ستّا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین

ہل عجب چہل سے جبین پر وہ چڑھا لیتے ہین
ہم بلائین جو شب وصل ہوا لیتے ہین

آتش شوق وہ ہر طرح بڑھا لیتے ہین
چھپکے سے لڑتے ہین تو کسی کو بلا لیتے ہین

رنگ کیا کیا ہو ادہ گھر مین جما لیتے ہین
کیسی روٹھی ہوئی سوکن ہو منا لیتے ہین

دم نکل جاتا ہو دم مین مو دم باز و ٹکا
جیسے دم خم کی نگوڑے یہ جو ذرا لیتے ہین

ہو امغلانی بھی کیا خوب ہے حقہ نہ چھوا
موئی بیگم کو تو چانڈو بھی پلا لیتے ہین

لطف کیا کیا میان پینک مین دکھاتی ہین مجھے
موئی چھپنیا کو وہ جب منھ سے لگا لیتے ہین

لے تو جاتے ہین موئی رنڈی کو وہ گھر مین
نہین معلوم کہ کچھ دیتے ہین یا لیتے ہین

ساس اتنا بھی نہ پوچھے موئی صدقہ اُتری
چوک کے کمروں مین راتوں کو وہ کیا لیتے ہین

روٹھی کپڑا بھی تو مان باپ نہین دیتے ہین
ستّا ستّا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین

دم ہوا ناک مین کر دیتے ہین شب بھر میرا
ایک دم چرس کا جب دم وہ لگا لیتے ہین

یہی مجھکو بھی تعجب ہے کہ محسن باجی
کیسے بگڑی ہوئی باتون کو بنا لیتے ہین

طرح ۔ صادق الاخبار ریواڑی ۔ کافی ہے حیا بچا میری چشم پُر آب مین

حاجت بناؤ کی نہین تمکو شباب مین
یوسف تھکین تو ہو میان اپنے حساب مین

آتے نہین جو شرم کے مارے وہ خواب مین
یہ بھی کوئی حجاب ہے گویان حجاب مین

نقشہ کھچا ہوا نہین مانی کا آب مین
عکس رُخ حضور رہے جام شراب مین

رنڈی کے چھوڑنے کو جو کہتی ہون چھیڑ کر
دیتے ہین گالیان مجھے ہنسکر جواب مین

لہ یہ بُرا کرتے ہین ۔ ۱۲ محسن ۔ ۲ کیون نہین ۔ ۳ افیم کھائی ہے کہ دل لگی ۔ ۱۲ محسن

فرماتی ہین یہ سوت کو بھی بھیجنے لگے
ایسا مزہ ملا مرے دل کے کباب مین

سن سن کے بیگمین تو اسے کھیلنے لگین
عنقا نے ریختی جو بجائی رباب مین

کیا خوش نصیب ہے وہ نگوڑی جہان مین
دم نکلے جسکا بادشہ بوتراب مین

رک رک کے اشک آنکھون مین پھر سے چلے
کانی سے جا بجا مری چشم پر آب مین

کھا کر افیم سو نہ رہون مین تو کیا کرون
رہتے ہین آپ پینک لقیون ناب مین

وہ جل کے سلپ کو بیچ لڑائین جو سوت سے
کیون کٹ نہ جاؤن مین تو اس پیچ تاب مین

عنقا عدو سے کہدو کہ نپٹو از پہن سے
لائے ہو راگ ریختی کے وہ جواب مین

ایضاً

ہے یہ دعا کریم تیری بارگاہ مین
ہو جاؤن مین شہید مدینہ کی راہ مین

حسرت یہ آنکھون کی ہے محمدؐ کی چاہ مین
او پہلے ہون وہ تو بچھی فرش راہ مین

احمدؐ کو جسنے دل سے کیا پیشواے دین
مقبول گو سیاہ بندہ ہے وہ بارگاہ مین

باجی مرے سے ہون جلوۂ نور رسولؐ ہو
بچی پچی سے طور ہے سرور نگاہ مین

ہر دل عزیز کیون نہ بنے انکی مکنت
زیبا ہو انکسار کا گر عز و جاہ مین

یوسف کے وصل مین یہ زلیخا کا درد تھا
کس بات کی کمی ہے تیری بارگاہ مین

ہو کیون نہ انکے زیر نظر ذرہ ذرہ مین
جلوے ہون عرش و فرش کے جنکی نگاہ مین

بندی کی یہ دعا ہے خدا کے حبیبؐ سے
آنکھون مین کلمہ پڑھتی ہوئی حشرگاہ مین

۱ جی ہان سچ ہے ہم بھی دیکھ رہے تھے۔ ماشاءاللہ آپکا حصہ ہے ۱۲ محسن

۲ نہ ایسا ہرگز نہ کیجیے بلکہ تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے ۱۲ محسن

خواہش یہی ہے شوق یہی آرزو یہی ۔ سجدہ کیا مین چلکے مدینہ کی راہ مین

کیونکر ہو انکا شجر تمنا ہو بارور ۔ آئین جو بیکسی سے تیری بارگاہ مین

ہین بے نمازی بندۂ شیطان بیحیا ۔ پھرتے ہین بدو ضع ہوسے حال تباہ مین

جاہ رسولِ پاک مین چاہون نہ غیر کو ۔ پڑھتی درود ہی رہون حضرت کی چاہ مین

گھبرائے یان تو غاشۂ تربت مین جائیے ۔ جائینگے ہم کہان یہان پھنسکر نگاہ مین

ہے خون دل جو مے تو جگر کے کباب ہین ۔ کیا کیا ہے عیش ساقی کوثر کی چاہ مین

عنقا تمھاری یاد مین رہتی ہو سر بسر

تخفیف کچھ تو کیجیے محسن گناہ مین

ایضاً

کہیے تو ہچکچاتین وہ کیون پھر گناہ مین ۔ جو آگئے حضور تمہاری پناہ مین

قربان کردون جان یہ اب رب کی راہ مین ۔ قربت کی ہو امید جو پہلوے شاہ مین

آتے ہی زیر سایہ ہوئے خلد کو روان ۔ در ہین بہشت کے لگے انکی پناہ مین

کلمہ لبون پہ ہو میرے گا سینہ درود ہو ۔ یارب اگر مین چونک پڑون خوابگاہ مین

کفار دیکھکر ہوئے اسلام پر نثار ۔ کیا کیا تھے معجزات حبیب اِلٓہ مین

دامن مین حورین لیتی ہین در یتیم اشک ۔ روتے ہین ہم جو ہجر رسول اِلٓہ مین

نظرون سے دور کیجیے ہمکو نہ یا نبی ۔ رکھیے ہمیشہ لطف و کرم کی نگاہ مین

پانچون نمازون مین یہی بندیکی ہے دعا ۔ نکلے جو دم تو یاد رسالت پناہ مین

ہے جنکو شک صداقت اسلام مین تو وا ۔ بھڑوے وہ پکڑے جائینگے سب اشتباہ مین

لہ سبحان اللہ کیا نیک دعا ہے اللہ کرے قبول ہو۔ ۱۲ محسن

فرقت میں غیر حال ہے جینا محال ہے — تسلیں کچھ تو تجھے حالِ تباہ میں

محسن کی یہ دعا ہے بحق رسولِ پاک
مل جائیں خواجہ خضر کہیں اسکو راہ میں

برطرح داغ مرحوم۔ چھیکر وہ ہمسے جا بیٹھنگے ایسے کہاں نکلے ہیں

کیونکر وہ بیلتے نہیں پاپڑ بیان کے ہیں — دیکھوں تو میں تو اب وہ ایسے کہاں کے ہیں
اوپر خاک اُنپہ گوئیاں ہیں جاندخان کے ہیں — شہد سے چھٹے ہوے ہوے سارے جہان کے ہیں
تیرِ نظر بلا ہوا اُس نوجوان کے ہیں — ہو دگورے چیٹے لونڈے جو افسر کمان کے ہیں
ساون میں سوت کو نہ اگر دیں ہوا طلاق — پہونچاؤں میں وہاں پہ نگوڑے جہان کے ہیں
اب بھی بلا دُز دے ہیں گوئیاں کسرہ کچھ — اُستاد شیخ جی ہوے گوہر کی ماں کے ہیں
سنتو ایسے متاجی کو بھی ہار مونیم — مجرے چمن میں آپکی امراؤ جان کے ہیں
قربان لامکان کے بتلا دیا مکان — ڈھونڈینگے لامکاں میں اگر لامکان کے ہیں
یوں چاہے بھیجدے وہ جہاں اُنکی جی میں ہو — ارمان تو حشر تک ہو ابلاغ جنان کے ہیں
ہے چشم تر سے خون رواں رشک سے ہوا — بھیجے دو پٹے سوت کو آب رواں کے ہیں
لب اپنے چوستی ہوں میں لب اُنکے چوم کر — بوسے بڑے لطیف کسی کے دہان کے ہیں
چوسی زبان جو ہمنے ہوئی وہ زباندان — احسان کسی زبان پہ ہماری زبان کے ہیں
ساقی جو ہمسے چال چلے بھٹی پھونکدیں — ہم پیر سکدے کے بھی پیر مغان کے ہیں
محسن کی طرز پہ نہیں لکھتے ہوے ہوا — ڈنکے بجا رہے وہ پیا کی زبان کے ہیں

سلہ جب شیخ جی گوہر جان کی والدہ شریفہ کے اُستاد ہو گئے۔ تو پھر بلاؤ زر دے کیا معنی اگر دو تو وقت شیر مال
اور قرنہانیاں اور بالائیاں بھی اُڑائیں تو انھیں کوئی روکنے والا نہیں۔ ۱۲ محسن

غزل دعائے محسن بدرگاہ مجیب الدعوات

پڑھے جو نہ یہ نظم سرکار مین[1] / ہو معزز دل یارب وہ دربار مین

پڑے اسکی نیکی مین یارب خلل / مخل جو کہ ہو خیر کے کار مین

جو ہو غیر کے درد سے بیخبر / الٰہی پھنسے وہ بھی آزار مین

اگر یہ بھی عرضی ہوا گم ہوئی / دوہائی پکارونگی سرکار مین

خدایا جو محسن پہ احسان کرین / ہون داخل نبی جی کے دربار مین

ردیف و

طرح جانصاحب مرحوم - ذکر اہو گوئیان رہا کیا تمھارا رات کو

چھاڑ کر پر اٹھ کھڑا جب ہم سے ہارا رات کو / جل دیا پٹھے کو پھر گوئیان وہ بارا رات کو

دن کو ترایا ہوا پر مجھ سے ہارا[2] رات کو / ڈھونڈھتا پھرتا تھا تنکے کا سہارا رات کو

اور کچھ خواہش ہوئی بعد از نظارا رات کو / یار نے کیا کیا ہوا۔ پاؤن پسارا رات کو

ہو جو نظر لطف کا۔ باجی اشارا رات کو / کیون پھرے مارا تمھارا مارا مارا رات کو

نفس امارہ کا تھا گویا اشارا رات کو / کیون تو اکٹنے بڑے موذی کو مارا رات کو

یاد جب آیا میان مین پانی پانی ہوگئی / گدگدا کر چٹکیان لینا تمھارا رات کو

بھیجا سالن گھی کا گھر اچہ ری چوری سے انھین / دیکھو بھٹیاری نے پھر نخرا بگھارا رات کو

[1] محسن کی اکثر پہیلیان جو متعلق سرکار کے دن مین بھیجی گئین تھین یا تو ضائع ہو گئین یا نہین پہونچین۔ لہذا یہ چند اشعار لکھنے کی ضرورت لاحق ہوئی اب یقینا صاحبان یا میر منشی صاحبان نیش زنی سے باز رہینگے ۱۲

[2] رات کے وقت تو آپ کے مرید ہین تنکے کا سہارا کافی ہے بلکہ زیادہ ہے ۱۲ محسن

منھ بنا کر چل دیے سیدھے وہ گوئیاں چوک کو
مفت لڑ لڑ کر انھین ہمنے ابھارا رات کو

شیخ کی ایسی[1] خبر لون بھول جائے شیخیاں
گھورتا تھا پھر موا صدقے اُتارا رات کو

چھوڑ کر زلف دوتا رخ پر بوا مین سو گئی
وہ بجایا ہی کیے اپنا دوتارا رات کو

وہ لڑائی رخ بہ رخ اُس ماہ پارہ سے ہوئی
چھڑ گیا بیگم میری افشان کا تارا رات کو

رکھا جب زانی ساغر گوہری کے ہاتھ پر
پی گئی[2] لیکر موئی سارا کا سارا رات کو

عنقا بیگم کی نہ گر تقدیر محسن پھوٹتی
کیون نگوڑی ڈھونڈھتی پھرتی سہارا رات کو

ردیف ہ

پھر دانت آج شیخ سے لگوا کے آئینہ
دیکھو تو گالون کو بوا منگا کے آئینہ

دیدا لو دیکھو سوت کا پھر لا کے آئینہ
شانہ[3] نگوڑی غیر سے کروا کے آئینہ

ایسا جمایا بزم مین حضرت نے اپنا رنگ
مہندی اُنھین کے ہاتھ سے لگوا گئی آئینہ

گاڑی کی چلمنوں سے موئی گھورتی رہی
چلتے ہی چلتے یار کو سرکا کے آئینہ

مرزا سے چھوٹ کر موئی ایسی ہوئی خفیف
ہمجولی پھینک دیتی ہے شرما کے آئینہ

گوہر کے اے بوا ذرا جوہر تو دیکھیے
تصویر کھچی یار کو لگوا کے آئینہ

سب دیکھتے ہی ہو گئین ہو جانسے نثار
دیکھا جو آج آپ نے اٹھلا کے آئینہ

آخر کو شکل سوت کی آئینہ ہو گئی
جس بات کو نہان موئی رکھوا کے آئینہ

[1] ضرور خبر لینا چاہیے۔ یہ گستاخی فی الحقیقت ناقابل معافی ہے۔ ۱۲ [2] اور کیا آدھا آپ کے لیے چھوڑ دیتی۔ ۱۲ [3] آئینہ ہو یا شانہ۔ غیر سے کروانا سخت معیوب ہے۔ ہم بیگم صاحب کی سوت کی اس حرکت ناشائستہ کو بہت ناپسند کرتے ہین۔ ۱۲ محسن

نیلم کا رنگ کیا جسے پہروں نگے پن کے ساتھ
ایسا جمایا شیخ نے محفل میں اپنا رنگ

افشان جبین کی رات وہ جھڑوا کی آئینہ
مارا امیر جان نے لالا کے آئینہ

گاؤ تو عنقا پھر دین میں آج ریختی
محسن کو آن بان سے دکھلا کے آئینہ

ردیف یائے

طرح مشاعرہ لشکر گوالیار[1] - گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

پیتا نگوڑا رات کو گوئیاں شراب ہے
دل اس جلاپے سے میرا جل جل کباب ہے

میں خود بھی چاہتی ہوں کہ باز آؤں عشق سے
پر کیا کروں بوا ابھی اٹھتا شباب ہے

ہجر صنم کی پڑھتی ہوں رو رو کے داستان
دن رات سامنے یہی غم کی کتاب ہے

لڑ کر چھنال سے نہیں آئے اگر حضور
برہم مزاج کسلیے آخر جناب ہے

غافل نہ ہونا شیخ جوانی ہے چار دن
پھر چار دن میں آمد فصل خضاب ہے

لائے ہیں گھر میں جب سے متا جی چھنال کو
دن بھر ستار بجتا ہے شب بھر رباب ہے

چھل بل کی آنکھی یا تو نے چل بل گئی ہوں میں
کچھ بیکلی سی رہتی ہے کچھ پیچ و تاب ہے

کیا جانے کس چھنال کے گنڈو کا ہوا اثر
کچھ بگڑے بگڑے رہتے ہیں کچھ اضطراب ہے

خاطر سے میری لکھتا ہے غزلیں نئی نئی
شاعر بھی میرا یار بڑا لاجواب ہے

تم بھی تمہارا دولہا بھی دولہا ہو بے نظیر
تم بیٹی آفتاب ہو وہ ماہتاب ہے

دھوکے میں آ گئے ہیں نگوڑے حریف وصل
دنیائے دو دن کا عیش سراسر سراب ہے

کوشش کرو کہ مرزا سے بیگم کا ہو ملاپ
گوئیاں ملانا ہجر زدوں کا ثواب ہے

[1] لشکر گوالیار میں یہ مشاعرہ بڑی دھوم کا ہوا تھا۔ دور دور سے لوگ آئے تھے۔ ۱۲ محسن

گاتی ہون نے وہ بھائی کی غزلین ہین شوق سے
ہر شعر باجی تیری قسم۔ انتخاب ہے

قلب احد مین ای بُوا احمد ہے جلوہ گر
حُسن احد مین حُسن جلالت مآب ہے

محسن کی ریختی بُوا رکھتی نہین جواب
کیا اُس کا ہو جواب۔ کہ جو لاجواب ہے

موسم گل مین خزان سی مجھے بو آتی ہے
بگڑے جوبن مین جو باجی کبھی تو آتی ہے

دم اُلجھتا ہے بُوا سینے کی باتونسے مرا[1]
مجکو تو سوئی نگوڑی نہین چھو آتی ہے

پڑا رہتا ہے چھنالون کو لیے گلشن مین
لذت بادہ موے کو لب جو آتی ہے

غم کی دیمک نے کلیجہ کیا چلنی میرا
تمکو گوئیان کوئی تدبیر رفو آتی ہے

کس طرح جوڑ دیا ٹوٹا ہوا شیشۂ دل
آئینہ سازی تجھے آئینہ رو آتی ہے

کوئی خوشخبری تو ماماکو ملی ہے چھمّو
جھومتی آج لیے جام و سبو آتی ہے

کرو لونڈی کی مرادِ دلی پوری خواجہ
بندی درگاہ پہ کر کرکے وضو آتی ہے

سنلو اسوقت کہ ہم تم ہون کوئی غیر نہ ہو
لذتِ شکوۂ دل دو ہی بدو آتی ہے

کرتی حاسد کو ہون مین خلق سے محسن اپنا
نئی ترکیب مجھے ردِ عدو آتی ہے

طرح صادق الاخبار۔ ریواڑی۔ سو سو قدم پہ جا پڑے تختے مزار کے

ڈاڑھی بنا کے شیخ جی۔ مونچھین سوار کے
جاتے کہان ہو یہ تو کہو ہمکو مار کے

یہ تو بُرا ای بات ہے شرمائیے نہین
بیوجہ آپ جھینپتے ہین قول ہار کے

ملکر کے اپنے سینے سے تاترہ کرو ذرا نہین
کملا گئے ہین پھول دل داغدار کے

[1] سینے کی باتونسے ضرور آپکا دم اُلجھتا ہوگا۔ یہ تو مغلانیون کا کام ہے۔ ۱۲ محسن

روح کا پنچھی ہے اُسے بو اکرتی ہون یا حبیب
رونا شب فراق مین وہ ڈاڑھین مار کے

پھر[1] چار دن کے بعد خزان پر ہوی فدا
ہین چار دن کے یار میسے دن بہار کے

مین ہون نثار جان سے دستار پر تُوبا
شیدا ہین دل سے دو مرے پھولون کے ہار کے

دُلہن مری ہے بارھوین ہین رشک چاردہ
راتین اُٹھا ان کی ہین تو دن ہین بہار کے

جون شمس جلتے رہتے ہین مرزا جی برات دن
شیدا ہوے ہین جب سے وہ شمس النہار کے

ہرجائی[2] ہین موے نہین مرد و نکا اعتبار
ہین ایک ایک دل سے یہ عاشق ہزار کے

دیتو خزان کے ہاتھ مین ہین وہ ہوا کہان
دیکھون کب آتے ہین تُو اوہ دن بہار کے

تربت پہ آکے بھڑوے فی ماری جو ایک لات
سو سو قدم پہ جا پڑے تختے مزار کے

خوشبو مین رشک گل ہین نشہ مین ہین رشک مُل
محسن کے شعر بھی ہین تُوا گل بہار کے

مشاعرہ لشکر گوالیار — بس بس نکل چکے مرے ارمان جائیے

سو بات مین جو ایک بھی گر مان جائیے
لے لے بلائین آپ کی قربان جائیے

گھر مین چھنالون کے نہ میری جان جائیے
ہم ہاتھ جوڑتے ہین اگر مان جائیے

صحبت تیری مین لعنت ملا مجکو اسقدر
او خان[3] تیرے ساتھ تو ملتان جائیے

[1] کیا بات ہے گویا بہار کے دن بھی ہرجائی ہین۔ آج بہار کی بغل مین ہین تو کل خزان کے پہلو مین۔ ۱۲
[2] سچ ہے تو پھبتی مگر حسینان چوک لکھنؤ کا ہرجائی پن سب سے بڑھا ہوا ہے جنکی سبیل فیض عام سے ہزارون نہین بلکہ لاکھون تشنہ کام اپنی پیاسین بجھاتے ہین۔ یا یون کہیے کہ ہمیشہ کے لیے ٹھنڈے ہو جاتے ہین۔ ۱۲
[3] اس خیال کی ہم بھی تائید کرتے ہین۔ خانصاحب کے ساتھ ملتان ضرور تشریف لیجائیے۔ مزار ہائے مقدس شاہ رکن عالم صاحب و بہاء الحق شاہ صاحب و شمس تبریز صاحب کی وجہ سے وہانکے ہر در و دیوار پر عالم نور نظر آتا ہے۔ شان ایزدی ہر ایک جگہ اپنا جلوہ دکھلاتا ہے۔ وہان نئے ریاست بھی اور لوچے بھی بہت قریب ہین۔ ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ۱۲ محسن

ٹانگیں ہی ٹوٹ جائیں جو اوپر گئے ہوں ہم
آئی نہ کہنا لونڈیوں کا مان جائیے

جوشِ شباب دیکھ چکی آپ کا حضور
اُٹھکی دکھا رہا ہے یہ شیطان جائیے

ظاہر کہیں بھی مردوے کرتے ہیں عشق کو
کہنے کی بات یہ نہیں نادان جائیے

میرے ہی سامنے موئی کسبی سے دل لگی
بس بس نکل چکے مرے ارمان جائیے

حقے کہیں اڑاتے ہو کھاتے کہیں ہو پان
حقہ ہے گھر میں آج نہ ہے پان جائیے

پیسہ تو پاس تھا نہیں ٹالا موئی کو یوں
اب کل پہ رکھیے آج مغل جان جائیے

سو بینے پر بھی نا نکہ آنان کا تھا جواب
ہم آپکو۔ کچھ آپ نہیں جان جائیے

محسن بھی ہے رفیق بھی ہے جان نثار ہے
کیونکر نہ اُسکے خلق پہ قربان جائیے

برطرح ظفر مرحوم۔[1] گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے

شبِ ہجر شعلہ نار ہے۔ مرا جی نہ ہا دلِ زار ہے
ہوا صبر ہے نہ قرار ہے۔ ہوا درد کم تو بخار ہے
مجھے کیا چمن کی بہار سے۔ مجھے کیا گلوں کے نکھار سے
مجھے کیا کسی کے سنگار سے نہیں بر میں اپنا جو یار ہے

[1] یہ غزل نواب باقر علی خانصاحب مرحوم کی فرمائش سے لکھی گئی تھی۔ ہائے نواب باقر علی خانصاحب آپ ہم سے کیوں ناراض اور بے وقت جدا ہو گئے۔ خداوند کریم آپکو فردوس ارم میں محل زمردین عطا فرمائے جسمیں شیشوں کی جگہ لعل جڑے ہوں۔ گویا یہاں شیش محل تھا وہاں لعل محل ہو۔ اُسکے چاروں طرف ایک باغ رشکِ بہار واقع ہو جسمیں صدہا شہد و شیر کی نہریں جاری ہوں۔ ہزارہا حوران مہ لقا و غلمان خوش ادا ہر وقت آپکی خدمت میں مصروف اور آپ پر درود پڑھ پڑھ کر دم کرتے ہوں۔ آمین ثم آمین۔
جناب والا کے انتقال پر ملال سے آپکے ادنیٰ ترین خادم محسن کو جس قدر صدمہ لاحق حال ہوا ہے وہ بقیہ حاشیہ [illegible]

کہو بہکی بہکی ہے بات کیون - کہو دن مین آج ہے رات کیون
کہو چلتی آج ہے لات کیون - یہ کہان کا دل مین غبار ہے
کوئی نوج ایسا ہو چلبلا - ہے بلا کا وہ موا مسخرا
ہوا دھینگا مشتی مین بے خطا - میرا ٹوٹا چندن ہار ہے
کبھی آ گئے جو جھینے مین - تو بھرے ہوے سے وہ کینے مین
نہین لطف ایسے تو جینے مین - بتدی مرنے ہی پہ شیار ہے
بھرا دل مین شوق وصال ہے - میرا جینا ابتو محال ہے
مجھے بیخودی جو کمال ہے - یہ عشق کا یہ خمار ہے
اجی ماما جی ادھر آؤ تم - کوئی جادو ہمکو سکھاؤ تم
اُسے گھیر گھار کے لاؤ تم - میرا دل یہ جسپہ نثار ہے
نہین بھاتی مجکو یہ خوبیان - میری چبھتی ہین یہ موئی گرمیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) قلم اُسکو تحریر کرنے سے قاصر ہے - در اصل اُسکی تحریر کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے ہاسے وہ لطف ریختی خوانی ہی جاتا رہا - وہ آپکی تاکید شدید میرا ریختی شروع کرنا - حضور کا مسکرانا - اکثر مصاحبان ذیشان کا جھینپنا - تعریف کرنا - ہنسنا - پھر پھر پڑھنے کی فرمائش دلی لگی مذاق - حضور والا کا خوش ہوکر تعریف کرنا - بزم سرکار کو ہر بار بزم سکندر کا دھوکا ہوتا تھا - ہر ایک آئینہ رو تعریف کے موتی پروتا تھا - بلکہ صفائی قلب سے خود آئینہ ایجاد ہوتا تھا - ع کیا کہون سرکار کیسا مزا جاتا رہا - ابکی مرتبہ جو خاکسار لکھنؤ آیا تو حضور کو نپایا - کیا کہون قلب کی کیسی کیفیت ہوئی - حضور ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دیوان جلد شایع کراؤ - دو سو جلدین ہم بھی خرید فرمادین گے خاکسار کو بوجہ ریلوے ملازمت فرصت نہ ملتی تھی - افسوس ہے جو اس بدنصیب دیوان کے شایع ہونے کا وقت آیا - تو حضور پر نور خلد برین کو تشریف لیگئے ع اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ ہ (محسن)

نوٹ عالیجناب نصاب نواب باقر علیخانصاحب مرحوم مغفور شیش محل لکھنؤ کے رئیس اعظم اور لکھنؤ کی اعلی ترین سوسائیٹی کے گوہر یکتا شعر و سخن ..... ی مین لاجواب تھے - خاکسار محسن نے لکھنؤ مین اپنا دیوان اس سرکار کے سوا اور کسیکو نہین سنایا - شعر خوانی کا مزا تبھی آجاتا تھا

میان مار بیٹھون گی آج ہان - میرے سر پہ جن سا سوار ہے
مے عشق کا یہ بُو نشا - کہون کیا کہ رکھتا ہے کیا نشہ
یہ وہ قہر ہے وہ بلا نشا - نہین جس نشے کا اُتار ہے
مجھے دیکھتی ہون مین خواب مین - لگے آگ ایسے شباب مین
میری جان کر دی عذاب مین - تیرا کس بلا کا یہ پیار ہے
مجھے کہتا ہے کہ مشہور ہو چلی - بھلا یہ بھی ہے کوئی دل لگی
ہوا کرتا ہے مجھے دو دنی - یہ نگوڑا کوئی گنوار ہے
پڑین سب نگوڑیان بھاڑ مین - جو ہون خوش ہمارے بگاڑ مین
مجھے باندھے گر کوئی تاڑ مین - نہین چھٹنے کی سرکار ہے
چلی دل پہ غم کی ہوا چھری - ہوئین سب کلیان موئی بے ہری
مجھے تو خزان سے بھی ہے بری - اگر آئی فصل بہار ہے
کرون کیون مین عشق چھپا چھپا - مجھے کیا کسی کا ہے ڈر پڑا
الجو کہتی ہون مین سنا سنا - میرا یار محسن نثار ہے

مجھے بوجہ جھڑوا مارتا ہے - بڑا بیدرد میرا مردوا ہے
دل اُسکی تیغ ابرو پر فدا ہے - وہ گورا لونڈا جو کپتان کا ہے
پھرا آخر ترے اور حق کا دیا ہے - ہوا لو بڑین اچھا پائرا ہے
نہ مارو شیخ کو بے موت باجی - نگوڑا آپ ہی وہ مر رہا ہے
اڑا دی میری اُنگلی آج سنکر - گرایا سوت نے بھی انجکا ہے
نہ نکلے گھر مین ٹڈی تک کے بیسے - بڑا نواب کا سالہ بنا ہے

بر طرح مشاعرہ علیگڈھ ۔ شب بھر فراق یار مین ہم خستہ جان رہے

گوئیان وہ لطفِ بادہ کشی اب کہان رہے
ساقی رہے نہ وہ نہ وہ پیرِ مغان رہے

محروم اُسکے لطف سے شب چاندخان رہے
کیا کیا لڑائی جان کہ مہتاب جان رہے

شب بھر اسی فراق مین ہم خستہ جان رہے
چھپ چھپ کے ہمسے شیخ جی کسکے ہان رہے

شیطان کی ہنسی ہو جو دم بھر یہان رہے
بتلائین گر نہ آپ کہ شب بھر کہان رہے

ننگی نگوڑی باتین بھی اور سب کے سامنے
کچھ تو حجاب پیارے میان درمیان رہے

عشرے کے روز ہم جو گئے کربلا ہوا
کیا کیا نہ بدگمان کے دل مین گمان رہے

ایسونکی چھوتی ہین بلا عاقبت کہین
دورے مین لی تاڑی ساتھ رہی یہ جہان رہے

بیدرد اسقدر ہین کہ ہوتے خبر نہین
ہر چند کوئی درد سے نالہ کنان رہے

وہ کیا جگر سنگے ہمسے سوا اسیر باغ حسن
ہم وہ ہین۔ اس چمن مین سدا باغبان رہے

پانی ہے منہ اسکے سامنے گوہر کی آبرو
شبنم کی طرح شیخ جی گوہر فشان رہے

دُلھن پلائے دولہ کو اپنے شراب دل
جل بُھن کباب ہوکے دل دشمنان رہے

قصے ہمارے درد کے سوتونکے سامنے
دلچسپ داستان کی صورت بیان رہے

ایسے ہوا جی آگئے رنڈی کے رعب مین
پوشیدہ سوت سے رہے ہمسے نہان رہے

محسن کی ریختی نہین۔ عنقا یہ جو رہے
اٹکھیلیون پہ شوخیِ حسنِ بیان رہے

سلہ کیون نہین آپ گویا اس چمنستان کی مالن ہین۔ ڈالی ڈالی آپ کی ثناگو۔ اور غنچہ غنچہ آپ کا ممنون احسان ہے۔ کلی بھی آپ ہی کے دم سے شگفتہ ہے۔ ہر پھول آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ تشبیہ مشاعرے بھی تو آپ ہی کے ہان ہوا کرتے تھے۔ ہم پہچان گئے آپ ہو نہ ہو عنقا بیگم ہین۔ ۱۲ محسن

برطرح - خوب بیمار محبت کی دوا ہوتی ہے

فکر میری اُسے اسوقت بُرا ہوتی ہے
جبکہ مرزا سے مغلی جان خفا ہوتی ہے

موا پیکر نہین آتا تو یہ کیا ہوتی ہے
دیدہ و دانستہ کہین لغزش پا ہوتی ہے

بھاگ بازی مین غفورن بھی بلا ہوتی ہے
رنگ ڈلواتے ہی پھر تنگ ہوا ہوتی ہے

آنین ہمجولیان دینے کو مبارکبادی
سوت کچھ دن کے لئے ہمسے جدا ہوتی ہے

سب بھلا دی بوا جی دولہنے اٹکن مٹکن
جب سے الو اسی ہوئی حشر بپا ہوتی ہے

راز مرزا کا جو افشا نہین کرتی مجھ سے
کچھ تو پوشیدہ ہوئی ماما کی وا ہوتی ہے

نوچ ہو شیخ سا شیدی کسی بندیکو نصیب
دور بھی تو نہین یہ کالی بلا ہوتی ہے

پھلنے خاک مین جھلکے کی نگوڑی شب بھر
ایسے دھگڑون کو کہین شرم و حیا ہوتی ہے

روز لاتے ہین میان ایک متاعی گھر مین
پوچھتا کوئی نہین قبلہ یہ کیا ہوتی ہے

میری حق اور بجا اُنکے لیے ہے بیجا
اُنکی بیجا[سلہ] بھی بوا مجھکو بجا ہوتی ہے

عنقا بیگم کا بوا رعب ہے ایسا غالب
ساس کی دیکھتے ہی روح فنا ہوتی ہے

برطرح مشاعرہ علیگڈھ مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تیری حسرت کیا ہے

جب بوا کہہ چلی مین راگ کی سُرگت کیا ہے
پھر یہ تاکید کہ مجرے کو تو چاہت کیا ہے

ساتھ لونڈے لیے پھرتے ہو یہ صحبت کیا ہے
لت نہین ہے تو میان آپکی یہ گت کیا ہے

چاہ مین گر پڑی مین آپکی چاہت کیا ہے
بیاہتا اپنی تو چاہو تو قباحت کیا ہے

سلہ نہین ہرگز نہین - دیدہ و دانستہ ہرگز ہرگز لغزش پا واقع نہین ہو سکتی - شیخ جی ضرور پیکر آ گئے ہین ۔۱۲ سلہ حق سے ۔ ۱۲ محسن

بہار آئے الٰہی طبیعت ہری ہو جائے
کلی کلی گل مضمون پری پری ہو جائے

وہ میوے خشکی میں یارب تری تری ہو جائے
نہال یاس عزیزیان ہری ہری ہو جائے

نظر تو اب کی مجھے اگر ذری ہو جائے
لڑائی سوت سے ایسی ہو کر کری ہو جائے

یہ پانسو بو اپنے ناز کے وصول سے ہیں
جو آج شب کسی حکمت سے جو دھری ہو جائے

ادھر بھی بیٹھے ہیں دمسازا ایک دم کیلیے
نظر ادھر بھی وساقن پہ ذری ہو جائے

متاجی رکھیں جو تو اب مجھے ہمیں رخصت
ہو کھوٹی با تو نے نقرت کھری کھری ہو جائے

نکاح کرکے وہ رنڈی کو ڈال دیں گھر میں
میرے حساب تو بہتر یہ استری ہو جائے

لڑائی سوت سے کرے اگر کیا ان ملیں مجھ کو
پھلسوں میں بے کیے باجی عدو بری ہو جائے

ملے وہ موتیوں کا ست لڑا مجھے گوہر
فدا سے حسن جو وہ طفل جوہری ہو جائے

کھلا کے ایک نگاوری ہوئی کو وہاں بھی وہ
نظر نہ سوت کی دلہن پہ بری ہو جائے

نصیب کی بوا پھر بار سے ہیں طوبار
کہ لکھی جائے جو خالی وہی بھری ہو جائے

ہمارے بی وروری اور بکھری ہو وہ روا
نگاہ لطف کسی کی جو سرسری ہو جائے

الٰہی سوت کے گھر سے ملا ہو میرا اگر
جو دن پہ ہو ادھر کا ادھر دری ہو جائے

یہ حسن علم ہے استاد جی کا کیا کہنا
کہ زہرہ آئے ہی محفل میں مشتری ہو جائے

اڑا رہی ہے جو بے پر کی بلبل عنقا
لگا کے پر نہ کہیں رنجی پری ہو جائے

بات سن لیں جو شیخ جی دل کی
دور ہو جائے بیکلی دل کی

نہ سنی داستان کبھی دل کی
ہوا دل ہی میں رہ گئی دل کی

۱؎ بہت مناسب بات ہے ساری استری کا فور ہو جائیگی اور کچھ نہ کچھ تو ہی رہیگا یقیہ لیکر آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام ۱۲ محسن

کچھ نہین کہتی گو ہری دل کی — سوئی رنڈی ہے یہ بھی دل کی

نہین جاتی بوا نہین جاتی — دل سے خلق کی بھی دل کی

دل مین سوکن کے خار سی کھٹکی — کبھی بگڑی اگر بنی دل کی

ایک دن بھی کھلی نہ گل بنکر — او [illegible] گئی کلی دل کی

ہجر مین باجی جان کل نہ پڑی — [illegible] گئی اور بیکلی دل کی

کیسے مرتے ہو رنگ زرد ہے کیون — کہئے تو شیخ بھی لگی دل کی

یہی کعبہ[1] یہی کلیسا ہے — ہم تو کرتے ہین بندگی دل کی

کیون پڑی رہتی ہو سدا دل مین — نہین حسرت ہوئی پوری دل کی

ہمت جلا تا چراغ تربت پر — بس یہی بندگی کو روشنی[2] دل کی

پنجتن پاک کی ثنا گو ہون — کرتے امداد ہین علی دل کی

سنتے ہی کھلنے لگی گوئیان — پڑھنا پھر باجی ریختی دل کی

کوئی دل سے بھی ہی ہوا بیزار — کوئی کرتا ہے دل لگی دل کی

دل لگی دل لگی مین آ گئے وہ — دل لگی مین بجھی لگی دل کی

دیکھتے ہی اداے رشک قمر — ہو گئی زہرہ مشتری دل کی

عنقا بیگم کی حیثیت ہے نہ کی
اپنے محسن سے بد ظنی دل کی

[1] سبحان اللہ زبان چوم لینے کے لائق ہے۔ واہ کیا فلسفہ ہے۔ عنقا بیگم نے [illegible] کعبہ و [illegible] کی حقیقت کہلوا دی۔ یہی کعبہ یہی کلیسا ہے ہم تو کرتے ہین بندگی دل کی۔

[2] واہ کیا دل کی روشنی ہے۔ محسن

ہو نوج ایسا کوئی بدکار گوئیان
نئی ہر روز بھڑوا ڈھونڈتا ہے

کرو بندی سے مت تم چھیڑ خانی
مرا اٹھکھیلیوں نے دل بھرا ہے

سوا ایسوں سے ہی باندی کی عزت
ستم ایسا کہین دیکھا سنا ہے

بُوا رو دین مجھے جب لے چلے وہ
بُری ہوتی نگوڑی مامتا ہے

وہی پھرتا ہے بھڑوا کسبیوں مین
پری چہرہ جسکے گھر مین بیاہتا ہے

کہون کیا اے بوا سوکن کی باتین
نگوڑی بے حیا ہے بیسوا ہے

بُرے ایام ہین چھیڑو نہ صاحب
مجھے چھوڑو خدا کا واسطہ ہے

بناتا ہے موا دل لیکے باتین
بڑا محسن نگوڑا مسخرا ہے

دکھاؤ تن تن گھڑی نہ موہن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
ہے چند روزہ یہ حُسن و جوبن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

فراز کھٹکا نشیب کا ہے۔ بُوا یہ عالم فریب کا ہے
صدا ہے گھڑیال کی یہ ٹھن ٹھن گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

کہا جو عنقا نے جاؤنگی اب۔ حضور کل دن تک آؤن گی اب
تو کہتے کیا ہین پکڑ کے دامن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

نہ رہ تو بیگم بوا کشیدی۔ جو رکھے رنڈی موا وہ شیدی
تو تو بھی جا جاکے کھیل ساون۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

نہ میخ پردے ہین گاڑ باجی۔ کسی سے تو مت بگاڑ باجی
اٹھے گا بادِ فنا سے چلمن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

گھڑی بوا د... لس بجانے تو ہے ۔ ہمارا دولہ بھی آنیکو ہے

گھڑی گھڑی ملول تہ نہ روزن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

گروہ توسن ہوا چمن مین ۔ نہ ڈالو سن سن کسیکے من مین

جماجما کر نہ بیٹھو آسن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

اُتار سارا پہن لے ساری ۔ دکھا دے جوبن کی میناکاری

نہ کر تو نخرے بہت فرنگن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

کراؤ جلسے بلاؤ ہمدم ۔ اُڑاؤ چھینٹے تو دم بدم

نہین ہے دم کا بھروسا ساقن ۔ گھڑی مین کچھ ہے ۔ گھڑی مین کچھ ہے

کسی سے رکھو کپٹ نہ کھٹ پٹ ۔ گھڑی کی کہتی ہے صاف کھٹ کھٹ

سہیلی کھٹ ہی سے دید و درشن ۔ گھڑی مین کچھ ہے ۔ گھڑی مین کچھ ہے

غرور بیجا ہے مال و زر کا ۔ یہ قول سچ ہے کسی بشر کا

صدائے زر کا ہے قول کھن کھن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

پڑے نہ نازک رگون پہ چھالا ۔ ہے جلد کا رنگ کالا کالا

گھڑی کلائی کی کھول کنگن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

نواب کمرے سجا رہے ہین ۔ مصاحب انکو بنا رہے ہین

گھڑی سے قبلہ سجاؤ آنگن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

زبان محسن ہے مست قمری ۔ غزل ہے جادو بلا ہے ٹھمری

مگر کسی کا رہا نہ جوبن ۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

طرح ۔ ہمارے آئے اتھی چمن پری ہو جائے

ذلت عشق کے آگے موئی عزت کیا ہے
منتی لعنت بھی اٹھالے کی ملامت کیا ہے

دام سر ڈھلکنے کے جب پائچے حجت کیا ہے
اب یہ بیوقت کی استاد جی حضرت کیا ہے[۱]

خانۂ دل تمھیں ہم خالی کیے دیتے ہیں
سوت کے گھر میاں رہنے کی ضرورت کیا ہے

دھر بھی دو ہاتھ یہ کم نا لگے سو کا نوٹ
پوچھتے کیا ہو کہ پشواز کی لاگت کیا ہے

کام گھر در کا جو تم غیر سے کرواتی ہو
دیکھو گو ہر ہوا اب قت کی حالت کیا ہے

پاس جب آیا موا شیخ تو بیگم نے کہا
اے چل دور ہو بھڑوے تیری صورت کیا ہے

رات کھو دیتا ہے افیون کی پینک میں موا
میر کی جانے بلا وصل کی لذت کیا ہے

جانی بیگم کا تو یہ پانچواں ہے موتی جان
تیسرا کر لیا تم نے بھی تو آفت کیا ہے

یہ تو سنتی ہوں مغل جان سے چھپا چھوٹا
دیکھنا ہے کہ اب بزم کی رنگت کیا ہے

عمر ساری اسی ارمان میں گذری گوئیاں
مجھ سے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہے

شوق سے پی تو دوا ہی کہ جوانی ہے بہار
شربت وصل کے آگے کوئی لذت کیا ہے

وصل کو آگ سا لگے کل سے ہوں بیکل باجی
درد سے بیکلی ہے - ایک مصیبت کیا ہے

ڈال گرتی سے کر آئی ہے کرتی پارا
خام پارا یہ نہ سمجھی کہ شرافت کیا ہے

جب سے بیگم تری افیونی موئے کے بس میں
جانتی ہی نہیں دکھیا شب راحت کیا ہے

اوڑھنی کپڑے سے جو غافل ہو دولھن کی بوا
بے حیائی ہے موئے شیخ کی غفلت کیا ہے

چھٹ کے سینے سے اڑھکا جاتی ہیں پٹی کیطرف
کروٹیں وصل کی شب نا یہ عادت کیا ہے

پنکھ بلبل گل مضمون کے جو بن لوٹے
بوا محسن کی بھی واللہ طبیعت کیا ہے

۱ے بیوقت کی دھرپت سے ہم بھی تنگ آگئے ہیں۔ استاد جی کو بلا حجت کوئی وقت کی چیز چھیڑنا چاہیے ۱۲ محسن

ایضاً بر طرح - شرکے نہ گت کے ہین نگوڑی ہین تال کے

قربان فتنہ بازیون کی چال ڈھال کے
چلیے گا بھیڑ بھاڑ مین دامن سنبھال کے

کیا کیا سناؤن قصے مین بیگم جھنال کے
یہ پانچوان ہے سوت کا جو تھا نکال کے

دیکھے جو خال شیخ نے بیگم کے گال کے
قطرے ٹپک پڑے وہین حضرت کی رال کے

سچ ہے بوا یہ بات کہ مرزا سے ہو گئی
بگڑے سے اب تو رنگ ہین کسبی چھنال کے

تم گوئیان دیکھو شوق سے دیوانین فال یار
قائل نہین ہین ہم تو کسی فال وال کے

زلف دوتا مین شانہ کرین کیون نہ شوق سے
اب صید دام ہو گئے ہین بال بال کے

بوڑھے مصاحبون کو نکلوا دیے حضور
شرکے نہ گت کے ہین نہ نگوڑی ہین تال کے

قرضہ[1] مہاجنون کا ہے جاگیر سے سوا
صدمے اٹھائے کون عج کوئی اس وبال کے

کیا کیا جلا یا کرتے تھے سوتون کو گھاٹ پر
بھولینگے ہمکو لطف نہ بھوپال تال کے

ہم دل سی چھیڑ دیتے تھے انکو بوا مگر
کچھ بھی لگائے دام نہ حضرت نے مال کے

بازار کی چھنالین ہین کیا انکا ٹھاٹ ہے
کرنیکو آپ کرلین مگر دیکھ بھال کے

کھنے نگوڑے ڈال کے ہین عج منھ لگین
جو ڈال لائین ڈولی مین قحبہ وہ پال کے

عنقا برا ہو دشمنون کا بے دھڑک موئے
اپنے قدم جماتے ہین محسن کچھ مال کے

ایضاً بر طرح - ظالم یہ جہانجھنو نکی جھنکار ہو گئی ہے

[1] جب قرض کی یہ حالت ہے کہ جاگیر کی قیمت سے بھی کہین زیادہ ہے تو ہم ہر گز بیگم صاحب کو صلاح نہ دینگے کہ وہ اس وبال مین پڑین کہین ایسا نہ ہو کہ اور مال کے ساتھ انکی بھی کرکری ہو جائے - اور کوئی ناہنجار یہ کہدے کہ این ہم بچہ شتر ست - ۱۲ محسن

سفتی[1] رہون سوت سے اب تکرار ہو گئی ہے
اُسکی جوانی آئی نواب کا بڑہاپا
آتا کی چھوکری اور بی - بی بی شراب کیسی
رسوا کیا کرون سنے باجی کھڑک کھڑک کر
ہو گئی ہے بہت پرانی مست چھوڑ رہی ہو لتی
پڑ کرکے شیخ جی کے گھر مین نگوڑی جنیا
اس بیرخی سے قبلہ ہے صاف آشکارا
جب کہ عقد ثانی ہوا شیخ جی سے اُسکا
وہ رشکِ سرو قامت فتنہ ہی یا قیامت
لونڈی[2] نگوڑ ماری خط تک لائی باجی

بلبل فراقِ گل مین بیمار ہو گئی ہے
جل جل نگوڑی بیگم بیزار ہو گئی ہے
سرشار ہو گئی ہے - بدکار ہو گئی ہے
ظالم یہ جھانجھنون کی جھنکار ہو گئی ہے
رہ رہکے گل مین یہ گل گلنزار ہو گئی ہے
چانڈو پلانے مین اب طرار ہو گئی ہے
آزردہ ہمسے گویا سرکار ہو گئی ہے
کیا کیا نگوڑی چھپا عیار ہو گئی ہے
اُسپر ہزار آفت - رفتار ہو گئی ہے
سو بار اُس طرف سے مکار ہو گئی ہے

رکھتی نہین ہے عنقا گو ئیان قدم زمین پر
کیا جانے کس ہوے سے وہ چار ہو گئی ہے

کافی اُردو - پردُھن تلنگ سندھڑا ملتانی زبان لکھنو بطرز ریختی

ہوا یادِ چمن مین گل باجی
لٹی پھول مین - گل بلبل باجی

[1] یہ تو ایسی خوشخبری ہے کہ گھی کے چراغ جلوائیے اور مٹھائی بھی کھلوائیے - ۱۲ محسن

[2] آپکی لونڈی بھی تو ماشاءاللہ نوجوان - رنگین مزاج اور آفت کا پرکالہ ہے - کیا تعجب ہی کہ بالا بالا ڈورے ڈال رہی ہو - آپ اس خام پارہ کا ہرگز اعتبار نہ کرین - ۱۲ محسن

شب فرقت کا نہین یارا ہے
ذرا اصل کا یو نہین سہارا ہے
ہوا یاد چمن مین گل باجی

دل غم سے پارہ پارہ ہے
نہین قبر مین تھی بالکل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

شب سوت سے مین دو چار ہوئی
مجھے دیکھ کے خوش عیار ہوئی
ہوا یاد چمن مین گل باجی

اسکی چالون سے ہوشیار ہوئی
لائی جلد صراحی مُل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

ڈہنگ بگڑا رشکِ قمر کا ہے
نہین ڈر جو معل کے گھر کا ہے
ہوا یاد چمن مین گل باجی

یہی رونا شام و سحر کا ہے
کیون آتے نہین کھل کھل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

نہین صورت ہے یہ آفت ہے
تیری نامِ خدا دو صورت ہے
ہوا یاد چمن مین گل باجی

تو رشکِ پری ہے قیامت ہے
گویا بیٹھی ہو پھولون مین گل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

کیا اچھی خاصی بیگم تھی
یون چشم نہ جوئے شبنم تھی
ہوا یاد چمن مین گل باجی

نہ تھا عشق نگوڑی بے غم تھی
اُٹھی عشق کی اُسکو چُل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

سکھیین چالین مجھسے مل ملکر
ہوئے گل سے شگفتہ کھل کھلکر

لہ جیسا کہ ہم کتاب ڈہلی کے ایک نوٹ مین ظاہر کر چکے ہین اُردو زبان اور موجودہ بحر مین پنجابی دھن کی کافی جو کہ کافی کے مطلب کی ایک عجیب و غریب چیز ہے کسی شاعر نے آجتک نہین لکھی۔ اور یہ ایجاد عنقا بیگم کا خاص حصہ ہے۔ اگر کوئی حنا پتہ لگادین تو ہم اُنکے کمال مشکور ہونگے۔ اُسپر ریختی کے رنگ نے حسن کلام سے رد عن کو اور بھی چمکا دیا ہے۔ ۱۲ محسن

کیون نہ زخم ہرے ہون چھل چھل کر
دیتے دل جل جل کر ہین جل باجی

ہوا یاد چمن مین گل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

دیا فرقت کا آزار مجھے
کیا ہجر مین لاغر زار مجھے

نہین ملتا محسن یار مجھے
گئی غم مین نگوڑے کے گھل باجی

ہوا یاد چمن مین گل باجی
گئی بھول مین گل بلبل باجی

ایضاً

کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
جائے خصم تخصمی کا مر خالہ

کیا بندی نے بھی سفر خالہ
نہین دیکھا ایسا بشر خالہ

ہوتی پہلے گر یہ خبر خالہ
دیتی پھونک موے کا مین گھر خالہ

کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
جائے خصم تخصمی کا مر خالہ

کیون اُن کو مجھسے نفرت ہے
یہی سخت مجھے بھی حیرت ہے

نہین ماتا دل مین کدورت ہے
جاتے کیون ہین چوک نگھر خالہ

کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
جائے خصم تخصمی کا مر خالہ

کیا گھر کا ستیاناس ہُوا
کوئی بات نہ آئی راس ہُوا

جاؤن فوج مین اُسکے پاس ہُوا
جائے بھڑوے کی چاہے مر خالہ

کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
جائے خصم تخصمی کا مر خالہ

ہے عرض نبیؐ کی خدمت مین
کرین داخل مجھکو جنت مین

نہ دین بخشش اگر وہ تربت مین
کرون زیر زمین مین شر خالہ

کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
جائے خصم تخصمی کا مر خالہ

رہوں کب تک دیدۂ تر سے ہیں
دکھ یہ ہے نکلوں گھر سے میں
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہیں دم ملا دین خاک میں وہ
کریں دھار موئی کی ناک میں وہ
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہیں فکر موئے کو گھر بھی جائے
مو اچھا چلا مر بھی جائے
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

کیے زخم بھی اچھے دھو دھو کر
یہی کہتی ہوں دل سے رو رو کر
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

کرنی مست ہوں ہر ہر تال میں میں
نہیں ممکن آؤں چال میں میں
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

پھر عنقا مجرا رات بھی ہو
نہیں ممکن تم سے بات بھی ہو
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہیں رہنے کی اب تو ڈر سے میں
نہیں اُن کی خالہ کا گھر خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

ہیں کب سے اُسکی تاک میں وہ
نہیں سوت کا اُن کو ڈر خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

چاہے آدھی رات گذر بھی جائے
کھولوں تو جی میں رات کو در خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

نہیں ممکن سکھیں کھو کھو کر
دیکھوں پھر نہ اُدھر میں نظر خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

لیتی نقد ہوں پر ہر حال میں میں
نہ دیں ہاتھ یہ جب تک دھر خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

وہی محسن بد اوقات بھی ہو
کسی بات کا ڈر مت کر خالہ
جائے خصم نخصمی کا مر خالہ

نوٹ اکثر ریختیاں جو مختلف بیاضوں میں درج ہیں نقل ہونے سے رہگئی ہیں ہم انکو انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں درج کرینگے محسن ۱۲

معذرت

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

خدا کا شکر ہے کہ دیوان ریختی اختتام کو پہونچکر شایع بھی ہوگیا۔ اور اب احباب کی محفلون کا سنگار ہے۔ وہ چاہے کچھ نتایج نکالین اسکا انھین اختیار ہے۔ یہ ہمارا عالم شباب کا کلام ہے جو خون جگر پی پی کر تصنیف ہوا تھا۔ اسپر بھی ہمارا مطلق ارادہ نہ تھا کہ ہم اسکو شایع کرائین یا اسکو ذریعہ معاش بنائین بلکہ یہ ارادہ تھا کہ یہ ہماری بیاض تک ہی محدود رہے اور اس سے آگے ایک قدم بھی نہ بڑھنے پائے مگر افسوس احباب لکھنؤ۔ بریلی۔ علیگڈھ اور گوالیار کے تقاضا ہاے شدید سے ہم مجبور ہوگئے اور آخر کار وہی کرنا پڑا جسکے نہ کرنیکا عزم بالجزم کر چکے تھے۔ چونکہ یہ روسیاہی ازل سے ہمارے نام لکھدی گئی تھی لہذا ہم اُسکے مٹانے مین قاصر رہے اور ہماری سب کوششین بیکار ثابت ہوئین۔ ع

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔ تاہم اصحاب باریک بین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہی ہوگی کہ کسقدر ہمنے اپنے کلام کو فحش سے بچانے کی کوشش کی ہے اور کس درجہ تک ہم اُسمین کامیاب ہوے ہین۔ اسپر بھی ہمین ڈر ہے کہ ہمارے بہت سے ثقہ وہ صفات بزرگ رنگیلی بیگم کی گفتار سے مخالفت کا اظہار کرینگے اور ہمین بید سے بغ صلواتین سُنائینگے۔ ہم اُنکی ناراضگی کو تسلیم کرتے ہین اور اپنی قلیل صفائی مین صرف اسقدر عرض کرنے کی اجازت طلب کرتے ہین کہ آپ براے خدا ذرا اپنے اپنے سینون پر ہاتھ رکھکر اپنا عالم شباب یاد فرمائین کہ کیا کیا بے اعتدالیون کے مرتکب ہوے ہونگے کیسی کیسی شوخی ہاے بیجا نہ سرزد ہوئی ہونگی۔ یا ظرافت اور خوش طبعی نے کیا کیا ایجاد اور اختراع نہ کیے ہونگے۔ اچھا یہ بھی نہ سہی مانا کہ آپ شروع ہی سے فرشتہ

سیرت ہے اور ہر قسم کی آلودگی سے مبرا چلے آتے ہین۔ زاہد و پارسا کہلاتے ہین۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر جناب اس حالت مین بھی آپکو مناسب نہین کہ کسی بد اطوار یا گنہگار بندۂ خدا کے افعال ناشائستہ پر نکتہ چینی کرین یا عیب جوئی اور ملامت گوئی کو روا رکھین جو آپ کے اخلاق پاک سے بعید اور عالم الغیب کی ذمہ داریون مین رخنہ اندازی کا موجب ہے ؎

گرفتم کہ رندِ سیاہ کار ہست — خداوند خود را گنہگار ہست

میر حسن مرحوم نے مضمون ہذا کو اس شعر مین ادا کیا ہے اور خوب فرمایا ہے ؎

کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے — کہ اُسکا خدا عالم الغیب ہے

اسپر بھی اگر آپ نہ مانین تو ہم دل و جان سے آپکی خدمت مین اپنی عاجزانہ معذرت پیش کرتے ہین۔ اور یقین کرتے ہین کہ آپ اپنے اوصاف کریمانہ اور اخلاق رحیمانہ سے ہماری جہالتون کو نظر انداز فرما دینگے اور ہمارے عیبون پر خاک ڈالکر پردہ پوشی کو کام مین لاوینگے جو ستاری کی اعلیٰ صفت اور بندہ نوازی کی بہترین صورت ہے ؎

بک گیا ہون نشے مین کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یا یون خیال فرمائیے ؎

دادِ بالغیب ہے میری کوئی تقصیر نہین — ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکے مرید — نوجوان ہے ابھی وہ قبلہ کوئی پیر نہین

یہ بھی واضح رہے کہ جب سے دیوان ریختی ختم ہوا ہے خاکسار محسن نے مزید ریختی لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ اب اُسکی طبع حقیر غزلین لکھنے پر آمادہ معلوم ہوتی ہے جنکا

کچھ نمونہ ہم اس دیوان میں بھی پیش کرتے ہیں کسی خاص رنگ کی شاعرانہ طبع کو قدیم رنگ چھوڑنے اور جدید رنگ اختیار کرنے کا عادی بنانا مشکل نہیں تو دشوار ضرور ہے اسکا اندازہ اصحاب سخن فہم اور سخن دان بخوبی فرما سکتے ہین تاہم طبع ناقص کو رنگ بدلنے پر مجبور کیا جائے گا اور عطاے رحمانی سے کچھ بعید نہین کہ یہ تمنا بھی پوری ہو کر رہے اور دیوان کی صورت مین نمودار ہو۔ ہمارے احباب بریلی ہمین اب بھی اپنے تازہ مشاعرون مین ریختی لکھنے پر مجبور کرتے ہین مگر ہم اُنکی ترغیب مین نہین آتے کسی نہ کسی صورت سے ٹال دیتے ہین۔ ہم اپنی گذشتہ روسیاہی کو کافی سمجھکر ذات پاک باری تعالی سے معافی کے خواستگار ہین جسکو ہمارے قلب کی صفائی اور کلام کی صداقت کا صحیح علم ہے ؎

پیا اک جام دے تو ساقی سے نوش مجھے
دونو عالم نظر آنے لگین روپوش مجھے

خاکسار محسن خانپوری

غزل محسن خانپوری

غلط ہی جاتے ہین تفریح شام کی خاطر — نکلتے گھر سے ہین بت قتل عام کی خاطر
عروس دختر رز لالہ فام کی خاطر — بلائین ساقی کی لین ایک جام کی خاطر
نہین عروج کسی کا قیام کی خاطر — ہے چار دن کی جوانی یہ نام کی خاطر
ہے ابر رحمت حق ساقی عام کی خاطر — چڑھا نہ آنکھ عبث ایک جام کی خاطر
ہے حشر سے بھی سوا۔ انتظار وعدہ وصل — تڑپتا رہتا ہون صبح سے شام کی خاطر
رقیب سامنے نہ ہون بدگمان ہین دل مین — کہہ دو نہ سامنے اُنکے غلام کی خاطر